THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the June 16, 2026
(362nd Session)
Volume XV, No. 02
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XV SP.XV (07)/2026
No. 07 04

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Recitation of Naat 1
3. Leave of Absence 2
4. Further discussion on the Finance Bill 2026-27 2
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 2
    - Senator Ali Zafar 6
    - Senator Atta Ul Haq 12
    - Senator Bilal Ahmed Khan 15
    - Senator Amir Waliuddin Chishti 20
    - Senator Danesh Kumar 25
    - Senator Zeeshan Khanzda 30
5. Presentation of Report of Standing Committee on National Heritage and Culture on [The National Fund for Culture Heritage (Amendment) Bill, 2026] 35
6. Presentation of Report of Standing Committee on Commerce on the subject matter of Starred Question No. 52, asked by Senator Shahadat Awan, on 7th April, 2026 36
7. Further discussion on the Finance Bill 2026-27 36
    - Senator Syed Masroor Ahsan 36
    - Senator Mohammad Humayun Mohmand 42
    - Senator Abdul Shakoor Khan 50
    - Senator Zarqa Suharwardy Taimur 54
    - Senator Falak Naz 62
    - Senator Mashal Azam 68

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the June 16, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty minutes past twelve in the noon with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ
بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

ترجمہ: اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا یارب! تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا، حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟ اللہ کہے گا: "اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں مگر تو نے انہیں بھلا دیا اور آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا"۔ اور جو شخص حد سے گزر جاتا ہے اور اپنے پروردگار کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتا اسے ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں اور اخرت کا عذاب واقعی زیادہ سخت اور زیادہ دیر رہنے والا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (سورہ طہ آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷)

Recitation of Naat

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں، بے سہارا نہیں
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا

بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے
خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں، بے سہارا نہیں

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Asad Qasim has requested for the grant of leave for 15th June, 2026 during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Nadeem Ahmed Bhutto has requested for the grant of leave for 10th and 12th June 2026 during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Mohammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 15th June 2026 during the current session due to official engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: I'll request Honourable Senator Zamir Hussain Ghumro.

Further discussion on the Finance Bill 2026-27

Senator Zamir Hussain Ghumro

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ، this is the house of the federation اور اس بجٹ کو اس حوالے سے دیکھنا چاہیے کیونکہ for the first time in history یہ جو بجٹ ہے، عوام سے ٹرانسفر ہو کر صوبوں کو اثر انداز کیا ہے۔ تو پھر صوبے، Federal Government اس وجہ سے بناتے ہیں تاکہ کچھ shared responsibilities ہوں اور Federal Government میں ان کا خرچہ کم ہو۔ لیکن جب یہ خرچہ عوام کی برداشت سے باہر چلا

جائے تو میرے خیال میں پھر پورا ملک اور پھر پوری Federation affect ہوتی ہے۔ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، گزشتہ سال 17.5 ٹریلین کا بجٹ پیش کیا گیا، ابھی یہ 18.7 ٹریلین کا بجٹ ہے۔ 1200 ارب زیادہ ہیں last year سے۔ ایک ہزار ارب کی recovery کم ہوئی، یہ ہو گئے 2200 ارب۔ یہ 2200 ارب Government نے recover نہیں کیے اور خرچہ زیادہ کیا 2200 ارب کا۔

جناب چیئرمین! اگر اس کو ہم تقسیم کریں تو اس کے تین figures بنتے ہیں۔ ہمارا debt servicing ہے 8 ٹریلین، ہمارا ڈیفنس بجٹ ہے جو ہمیں رکھنا پڑتا ہے international, regional situation کی وجہ سے اور ملکی حالات کی وجہ سے وہ 3 ٹریلین ہے۔ جناب چیئرمین! یہ 11 ٹریلین ہوئے۔ اس کے بعد جو civilian expenditure ہے وہ 7.7 ٹریلین ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔ Defence اور debt servicing کو اگر ہم کاٹ دیتے ہیں تو Federal Government کو ہم we should limit it to 3000 Billion, equal to one Defence Budget. تو ہمارے پاس 4700 ارب بچیں گے اور IMF کتنا دیتا ہے؟ صرف 700 ارب۔ تو پاکستان کے پاس جو Federal Government ہے وہ بہت زیادہ خرچہ کرتی ہے۔ ابھی اس NFC میں صوبوں کو پانچ ہزار ارب سے بھی کم رقم ملے گی کیونکہ 8 ہزار صوبوں کا Tax/Revenue بنتا ہے۔ ان میں 3700 ارب surplus IMF کا ہوگا اور ایک ہزار ارب سے زیادہ ان کو grants دینا پڑے گا۔ اگر recovery کم ہوئی تو وہ بھی اگر کاٹیں تو ساڑھے چار ہزار بلین چاروں صوبوں کو ملیں گے، وہ کیسے بجٹ بنائیں گے؟ یہ تو جا کر Federation پر اثرانداز ہو گی۔ تو یہ 7.7 ٹریلین ہے جو Federal Government کا بجٹ ہے۔ اگر ہم کہیں کہ اس میں Salaries 1071 ارب ہیں، Pensions 1169 بلین ہیں، grants and transfers 2700 بلین، 2700 بلین جس میں block allocations ہیں۔ 373 Billion block allocations for Prime Minister economic initiatives. اور 400 Billion contingency ہے۔ 27 ارب grants and transfers، کچھ transfers تو legal ہیں جیسے Benazir Income Support Program ہے، کشمیر کو ہم 146 بلین دیتے ہیں، 85 بلین گلگت بلتستان کو دیتے ہیں، لیکن 27 ارب جو grants and transfers ہیں، باقی آپ اگر دیکھ لیں تو ہم ان میں سے آسانی سے 1500 ارب بچا سکتے ہیں۔

بلوچستان کا Development Budget ہے 300 ارب۔ آپ نے 400 ارب جو ہے وہ صرف Contingencies کے لیے رکھے ہیں، تو میرے خیال میں اگر یہ کوئی بڑی figures نہیں ہیں، پانچ figures ہیں، ان کا اگر ہم clearly analysis کریں تو

Federal Governmentصرف تین ہزار ارب میں چلائی جا سکتی ہے نہ کہ 7 ہزار 700 ارب میں، اور 4 ہزار 700 ارب اس ملک کو بچیں گے جس سے مہنگائی ختم ہو گی، بے روزگاری ختم ہو گی، لوگوں کو social Security ملے گی اور یہ جو مہنگائی ہے، Petroleum levy کو کم کیا جا سکتا ہے۔ تو Federal Government نے اتنا خرچہ کیوں کیا ہے؟ کیونکہ یہ ساری provincial ministries بنا کر رکھی ہیں۔ WAPDA (Water and Power Development Authority) پہلے ہی CCI کے under ہے۔ Water is a Provincial Ministry, آپ نے Water Ministry کیوں بنائی ہے؟ یہ تو ہم یہاں Constitution کی یہاں Parliament میں violations کر رہے ہیں۔ آپ نے Power Ministry کیوں بنائی ہے؟ Article 157 میں ہے کہ electricity صوبوں کے اندر صوبے دیں گے، even lines وہ بچھائیں گے، tariff وہ مقرر کریں گے۔ Water and Power Development Authority already ہے تو آپ نے Power Ministry کیوں بنائی ہے؟ 1100 ارب اس پر خرچ کر رہے ہیں۔ آپ نے جو ہے Food and Agriculture Ministry بنائی ہے، وہ provincial subject ہے۔ آپ نے Health Ministry بنائی ہے، آپ نے Education Ministry بنائی ہے، Narcotics Ministry بنائی ہے، Law and Order provincial subject ہے تو آپ نے Interior Ministry بنائی ہے۔ تو یہ ساری parallel Provincial Governments against the Constitution چل رہی ہیں جو ملک کے عوام کو بری طرح متاثر کر رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان میں کوئی معاشی crisis نہیں ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔T02)

T02-16Jun2026 Rafaqat Waheed/Ed: Waqas 1:00 pm

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: (جاری) جناب چیئرمین! پاکستان میں کوئی معاشی crisis نہیں ہے۔ اگر crisis ہے تو lawlessness کا ہے۔ آپ Constitution پر عمل نہیں کر رہے، آپ 18th Amendment پر عمل نہیں کر رہے۔ اس وجہ سے جو Constitution کے ثمرات ہیں، جو 18th Amendment کے ثمرات ہیں، وہ ابھی تک عوام تک نہیں پہنچے۔ میرے خیال میں اس سے موجودہ حکومت کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کہ صوبائی حکومت کے جو departments ہیں، وہ وفاقی حکومت میں continue کریں جبکہ Constitution میں آگیا ہے کہ آپ ان departments کو نہیں رکھ سکتے۔ آپ اپنا خرچہ کم کریں۔

جناب! اس بجٹ کا جو دوسرا aspect ہے، وہ NFC کا ہے۔ وفاقی حکومت کے tax revenue کا ابھی جو target مقرر ہوا ہے، وہ 15,264 ارب ہے۔ Non-tax revenue is 5,336 billion. Total is 20,600 billion, tax and non-tax revenue. ٹیکس ریونیو سے صوبوں کو جو رقم جاتی ہے، وہ رقم 8 ہزار ارب بنتی ہے۔ ابھی تقریباً تین ٹریلین اس میں چلے جائیں گے، ایک 1,700 ارب surplus میں جائے گا جبکہ دوسرا ایک ہزار ارب صوبے، وفاقی حکومت کو grants دیں گے۔ چاروں صوبوں کے پاس پانچ ہزار ارب بچیں گے۔ اگر ٹیکس کی recovery نہیں ہوئی تو 4,500 ارب، یعنی 20 فیصد۔ ابھی 80 فیصد جو non-tax revenue ہوگا وہ وفاقی حکومت کے پاس ہوگا اور 20 فیصد صوبوں کے پاس ہوگا۔ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت 80 فیصد صوبے لیتے تھے جبکہ 20 فیصد وفاقی حکومت لیتی تھی۔ قائد اعظم نے یہ پاکستان نہیں دیکھا تھا۔ یہ ملک نہیں دیکھا تھا کہ ہم اپنے عوام کو کچھ نہیں دے سکیں گے اور بیوروکریسی کی ایک منسٹری، دوسری منسٹری، تیسری منسٹری بنا کر ان کو پارلیمنٹ کے سامنے accountable نہیں کریں گے جیسے آرٹیکل 91 میں لکھا ہوا ہے کہ Federal Government shall be responsible to Parliament. یہاں تو حکومت پارلیمنٹ کو جوابدہ ہی نہیں ہے۔ سیکرٹری کمیٹی کی meetings میں نہیں آتے۔ وہ اپنے آپ کو responsible نہیں سمجھتے۔ جب ہم directions دیتے ہیں کہ یہ ادارہ غیر قانونی بنا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو بنا ہے، یہ تو practice ہے۔ Is this practice in consonance with the Constitution. شہید بھٹو نے ملک کو آئین دیا، ہم نے 18th Amendment لائی عوام کی خوشحالی کی جبکہ عوام اس خوشحالی کے لیے ترس رہے ہیں۔ ان 8.8 ٹریلین میں سے وفاقی حکومت صوبوں کو 4.5 ٹریلین دے گی جبکہ ان کا اپنا خرچہ 7.7 ٹریلین ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ عوام پر زبردستی burden impose کیا جا رہا ہے۔ یہ کب ختم ہوگا؟ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے باہر کے ملکوں یا آئی۔ایم۔ایف سے aid لینے کی۔ ہمارے تو اپنے resources ہیں جن سے ہم مہنگائی ختم کر سکتے ہیں، بے روزگاری ختم کر سکتے ہیں، لوگوں کو سوشل سیکورٹی دے سکتے ہیں، روزگار دے سکتے ہیں۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 38 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ریاست روزگار دے گی، سوشل سیکورٹی دے گی اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ state shall give food, clothing and housing یعنی روٹی، کپڑا اور مکان دے گی۔ آج تک وفاقی حکومت کی lawlessness کی وجہ سے پورا ملک متاثر ہے اور وہ اس وجہ سے کہ وہ آئین پر عمل نہیں کرنا چاہتی، وہ 18th Amendment پر عمل نہیں کرنا چاہتی۔ اس حوالے سے ان کی approach اور attitude non-serious ہے۔ میرے خیال میں ابھی وقت کی ضرورت ہے کہ یہ پارلیمنٹ اور یہ ایوان sincerely وفاقی حکومت کو limit کرے اور up to 3,000 billion اس کا expenditure ہو۔

ان کی اپنی جو ذمہ داریاں ہیں، کیونکہ فنانس کو بھی NFC سے ایک فیصد ملتا ہے، فنانس اس سے چلتا ہے، باقی defence کو تو ہم دیں گے کیونکہ defence کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور defence بجٹ تک وفاقی حکومت کو محدود کرنا چاہیے کیونکہ اس کے پاس آئین کے تحت اتنی ذمہ داری نہیں ہے۔ آئین کے تحت communication ہے، commerce ہے، finance ہے اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی ہے، اس کے علاوہ ایک دو دوسرے departments ہیں۔ .This is the Federal Government عوام تو صوبوں میں رہتے ہیں۔ ابھی صوبوں کو بجٹ بنانے میں مشکل پیش آئے گی۔ میرے خیال میں ایک لہر چلی ہے گلگت بلتستان سے جو کہ پورے ملک میں جا سکتی ہے اور انقلاب لا سکتی ہے۔

پاکستان کے آئین پر عمل ہو، اٹھارہویں ترمیم پر عمل ہو اور ملک کے صوبوں کو resources دیے جائیں اور وفاقی حکومت کو اپنے آئینی کردار، 3,000 billion at the present تک restrict کیا جائے۔ جب یہ لہر چلی ہے تو یہ پنجاب میں بھی آئے گی اور ہر گھر سے یہ نعرہ نکلے گا کہ بلاول آئے گا، انقلاب لائے گا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: I give the floor to honourable Senator Ali Zafar sahib, Parliamentary Leader of PTI.

Senator Ali Zafar

سینیٹر علی ظفر: جناب چیئرمین! مہربانی۔ سب سے پہلے تو میں کہنا چاہوں گا کہ جو ایران اور امریکہ کے درمیان سمجھوتا ہونے جا رہا ہے، ہم اس کا بھرپور طریقے سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ پورے پاکستان کو اس پر فخر ہے لیکن میں ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے بلکہ پوری دنیا کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اسرائیل اور ہندوستان جیسے ملک اس معاہدے کو کسی نہ کسی طرح ختم کرنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو ہمیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ بجٹ کے بہت سارے مقاصد ہوتے ہیں لیکن دو بنیادی مقاصد ہیں۔ اس کا پہلا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ جو عام شہری ہے، اس کی فلاح و بہبود کے لیے وہ بجٹ استعمال ہو۔ اس کو انگریزی میں trickle-down effect بھی کہتے ہیں کہ اس کے فوائد سب سے چھوٹے طبقے تک بھی پہنچیں نا صرف کہ top tier یعنی امیر لوگوں تک ہی اس کا فائدہ ہو۔ دوسرا مقصد اس کا یہ بھی

ہے اور یہ بھی اتنا ہی اہم ہے کہ ایک ملک کی جو مستقبل کی ترقی ہے، اس کے لیے بھی بجٹ میں کوئی اقدامات ہوں اور کوئی منصوبہ پیش ہو۔ بد قسمتی سے اس بجٹ میں جو میں نے دیکھا ہے اور اس کو بڑا study کیا ہے، ان دونوں چیزوں اور مقاصد پر وہ پورا نہیں اترتا۔

جناب چیئرمین! بہت بات ہوئی کہ بجٹ میں کیا کیا خامیاں ہیں، figures بتائے گئے لیکن میں 11 deadly sins یعنی جو گیارہ چیزیں اس بجٹ میں نہیں ہیں، ان کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا۔ وہ گیارہ چیزیں کیا ہیں؟ سب سے پہلے معیشت۔ معیشت کو کس طرح بہتر کرنا ہے، اس پر کوئی حکمت عملی نظر نہیں آئی۔ حکومت کے ایک معزز رکن اس وقت بیٹھے ہیں لیکن میں ان سے ضرور کہوں گا کہ مجھے اس کا جواب دیں۔

Mr. Chairman: May I make an announcement? I welcome former Senator Behramand Khan Tangi in the House.

(Desk thumping)

سینیٹر علی ظفر: جناب! میں گیارہ deadly sins کی بات کر رہا تھا۔ معیشت کے اوپر کوئی حکمت عملی نہیں۔ انڈسٹری کو بہتر کرنے کے لیے کوئی پالیسی نہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Butt sahib, don’t interrupt Parliamentary Leader, please.

سینیٹر علی ظفر: میں گیارہ deadly sins کی بات کر رہا تھا۔ معیشت پر کوئی حکمت عملی نہیں ہے۔ دوسرا، کوئی انڈسٹریل پالیسی نہیں۔ زراعت جو کہ ہماری back bone ہے، اس کے اوپر کوئی منصوبہ بندی نہیں۔ اگر آپ figures دیکھیں تو ہم گندم بھی import کر رہے ہیں، کاٹن بھی import کر رہے ہیں، چینی بھی import کر رہے ہیں۔ ہمارے کسان کی فصلیں بک نہیں رہیں۔ پھلوں کے باغات نہیں بک رہے۔ چوتھی چیز برآمدات ہے۔ اس کا کوئی plan نظر نہیں آرہا۔ پانچویں چیز جسے ہم پاکستان کا asset سمجھتے ہیں، وہ پاکستان کا نوجوان ہے، اس کے روزگار کے لیے مجھے اس بجٹ میں کسی قسم کا کوئی ردعمل نظر نہیں آرہا۔ اس کے ساتھ آئی۔ٹی سیکٹر ہے۔ پوری دنیا اس وقت آئی ٹی سیکٹر پر concentrate کر رہی ہے۔

(T03 پر جاری ہے)

T03-16June2026 Abdul Razique/Ed: Shakeel 01:10 p.m.

سینیٹر سید علی ظفر: (۔۔۔۔جاری) وہ اس بجٹ میں نظر نہیں آئی۔ آپ کو پتا ہے اور آپ سب سے بہتر جانتے ہیں کہ اس وقت پانی کا کیا crisis ہے۔ ہندوستان ہمارے جہلم اور چناب دریاؤں پر ڈیم بنائے جا رہا ہے۔ ہمیں آگے پانی کی قلّت نظر آرہی ہے۔ اس کے اوپر کوئی پروگرام

نہیں کہ کون سے ڈیم اور کون سے water reservoir بنانے ہیں بلکہ ان کے لیے اس بجٹ میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا ہے۔ پوری دنیا climate change کی بات کرتی ہے اور پاکستان پر اس کا سب سے بڑا اثر ہے۔ اس بجٹ میں آپ نے climate change کے مسئلے کو کیسے حل کرنا ہے، یہ مجھے نظر نہیں آیا۔ بڑھتی ہوئی آبادی بھی اس وقت ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس پر کیا پالیسی ہے اور بجٹ میں کیا plan ہے۔ اس پر بھی کوئی plan نہیں دیا گیا۔ گیارواں sin جو میری نظر میں اس بجٹ میں ہے اور جس کا ذکر نہیں کیا گیا اور جسے ignore کیا گیا ہے، وہ تعلیم ہے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ جو ترقی کی روشنی ہے، وہ قوم کو نظر نہ آئے اور انہیں صرف اندھیرے میں رکھا جائے تاکہ کوئی ان کے خلاف آواز نہ اٹھاسکے۔ تو education پر this budget is absolutely silent. اب میں مزید آپ سے بات کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک چھوٹی سی کہانی ہے۔ ایک شخص تھا۔ جب وہ گھر میں enter ہو رہا تھا تو دروازے کے قریب چابی گر گئی۔ اس نے دیکھا کہ دور سڑک پر ایک بتی جل رہی تو اس کے نیچے جا کر اپنی چابی ڈھونڈنا شروع ہو گیا۔ جب اس کا ہمسایہ آیا تو اس سے کہنے لگا کہ آپ کی چابی تو دروازے کے قریب گری ہے، آپ اسے سڑک پر کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ چونکہ روشنی یہاں ہے تو اس وجہ سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ حکومت کے بجٹ سے مجھے یہ نظر آتا ہے کہ پتا نہیں کہاں یہ روشنی تلاش کر رہے ہیں اور جو اصل حال ہے، یہ اس کی طرف نہیں جا رہے ہیں۔ پتا ہے کہ ان کے لیے بلب اور روشنی کیا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ ہر چیز کے لیے قرضے لینے کے لیے بھاگتے ہیں اور قرضہ لے کر کہتے ہیں کہ ہمیں روشنی مل گئی اور ان کی دوسری روشنی taxation ہے۔ Taxation بڑھانا ہی انہیں دوسری روشنی نظر آتی ہے اور یہ اصل حل کی طرف نہیں جا رہے ہیں۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو بجٹ ہے، میں اسے broken promises کہتا ہوں۔ یہ ان کا 5واں بجٹ ہے۔ پہلے بجٹ میں انہوں نے آکر کہا کہ ساری غلطیاں پی ٹی آئی نے کی ہیں اور یہ سب غلطیاں ٹھیک کرنے میں ہمیں وقت لگے گا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ برداشت کریں کیونکہ ابھی ہمیں بجٹ کی سمجھ نہیں آ رہی اور ہم اسے ٹھیک کریں گے۔ بہت کم لوگوں نے یقین کیا بہر حال یہ ان کا ایک بہانہ تھا۔ دوسرے سال کے بجٹ میں انہوں نے یہ بہانہ repeat کیا تو آپ یقین کریں کہ ان کے اپنے کابینہ کے منسٹر آکر کہتے تھے کہ ہمیں بھی اس بہانے پر یقین نہیں ہے لیکن ہم کیا کریں، مجبور ہیں۔ تیسرے سال ان کے پاس کوئی بہانہ نہیں تھا اور اس سال نہ کوئی ترقی آئی، کوئی خوشحالی آئی اور نہ ہی کوئی economic growth policy تھی۔ کوئی vision نہیں تھا اور کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ چوتھے سال ان کے پاس پھر کوئی بہانہ نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ IMF نے کہا ہے تو ہم مجبور ہیں۔ اب پانچویں سال انہوں نے سارا ملبہ Iran-United States کی

جنگ پر ڈالا دیا ہے۔ اصل وجہ کیا ہے کہ یہ ایسا بجٹ کیوں نہیں دے سکتے جو عوام کی بہتری کے لیے ہو۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شاید بدنیتی ہے۔ میں اس قسم کا politician ہی نہیں ہوں جو کسی پر اس طرح کے الزام لگائے۔ میری نظر میں اس کا clear cut جواب ایک ہی ہے اور وہ ہے نااہلی، نااہلی اور نااہلی۔ یہ جو بجٹ بنانے میں fail ہوتے ہیں، اس کی دوسری وجہ سیاسی ہے۔ ملک میں عدم استحکام ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس لوگوں کا mandate نہیں ہے۔ لوگ اور قوم ان کے ساتھ نہیں کھڑی ہوئی۔ اگر آپ کے ساتھ قوم نہ کھڑی ہو تو آپ نہ کوئی وژن دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ قوم پستی جا رہی ہے اور ان کا صرف اور صرف مقصد ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اقتدار کو کیسے بچائیں۔ لوگوں کا mandate تو ہے نہیں اور ہم نے اپنا اقتدار بچانا ہے اور اس لیے یہ ہر سال بجٹ پیش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے اور اس حقیقت کو کم از کم مجھے privately کوئی deny نہیں کرتا کہ پاکستان کا سب سے مقبول لیڈر عمران خان ہے۔ لوگ انہیں کیوں پسند کرتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کا جو عقیدہ ہے، ان کے جو principles ہیں اور ان کی عوام کے ساتھ جو محبت ہے، عوام اسی لیے انہیں اتنی محبت دیتی ہے۔ ان کی مقبولیت اتنی واضح ہے کہ یہ حکومت جو اپنا اقتدار بچانے کی کوشش کر رہی ہے، وہ اسے match نہیں کر سکتی۔ وہ جیل میں بیٹھے ہیں اور صرف اور صرف اس قوم کی خاطر بیٹھے ہیں۔ وہ دلیری سے بیٹھے ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ ان کے خلاف جھوٹے مقدمے ہیں اور ان کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہو رہی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوں اور بالکل قوم کے لیے کھڑا رہوں گا اور تب تک کھڑا رہوں گا جب تک قوم کو اصل آزادی نہ ملے۔

اس بجٹ کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں حکومت کو مبارک باد دوں۔ مبارک باد اس لیے نہیں کہ یہ بجٹ بہت اچھا اور مبارک باد اس لیے بھی نہیں کہ یہ بجٹ بہت خراب ہے۔ یہ ان کا پانچواں بجٹ ہے اور میں انہیں اس لیے مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ میری نظر اور اندازے میں یہ ان کا آخری بجٹ ہے اور اس کے بعد یہ اگلا بجٹ دینے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اصلیت کیا ہے؟ میں آپ کو دس records بتاتا ہوں جو انہوں نے اس بجٹ اور اپنے پانچ سالوں میں توڑے ہیں۔ پہلا مہنگائی میں اضافہ ہے۔ Inflation has never risen to this level جو ان کی وجہ سے اس سطح تک پہنچی ہے اور یہ تاریخ کی بلند ترین سطح ہے۔ نمبر دو قرض۔ آج تک پاکستان نے اتنا قرض نہیں لیا جتنا ان کی حکومت میں لیا گیا ہے۔ نمبر تین سود کی ادائیگی۔ اگر آپ سود ادائیگی کے figures دیکھیں جو میرے colleague نے بتائے تھے، اس کے بعد آپ کو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بھی ایک record ہے۔ آج سود دینے کی حکومت کی جو obligation ہے، وہ اس سے پہلے نہیں تھی۔ نمبر چار بے روزگاری۔ پاکستان کی تاریخ میں اتنی unemployment نہیں ہوئی جتنی ان کے پانچ سال میں ہوئی ہے۔ نمبر چھ بجلی کی قیمتیں۔ آج تک یہ اتنی نہیں

بڑھیں جتنی ان کی حکومت میں بڑھی ہیں۔ نمبر سات گندم اور کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتیں۔ پاکستان کی تاریخ میں ان میں اتنا اضافہ نہیں ہوا جتنا ان کی حکومت میں ہوا ہے۔ نمبر آٹھ ہنر مند افراد کی ہجرت ہے۔ ہمارے ملک کے ہنر مند افراد کی جو ہجرت ہے جسے brain drain کہتے ہیں، جتنی آج ہے، یہ recorded level پر اتنی نہیں تھی۔ لوگ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ نمبر نو غربت۔ آج ان کی حکومت میں جتنی غربت ہے، اتنی غربت پہلے نہیں تھی۔ نمبر دس اخراجات۔ اگر اخراجات کو دیکھیں اور میں نے پچھلے بیس سال کے اخراجات examine کیے ہیں، اگر کسی حکومت نے سب سے اخراجات کیے ہیں تو ان کی حکومت نے کیے ہیں۔

اس کے بعد میں آپ کو آٹھ چیزوں کا بتاؤں گا جو نیچے گئی ہیں۔ اوپر تو میں نے ان چیزوں کا بتایا جس میں انہوں نے records قائم کیے ہیں اور ابھی آٹھ چیزوں کا بتاؤں گا جو نیچے گئی ہیں۔ پہلے نمبر پر برآمدات۔ برآمدات اس سال میں سب سے زیادہ کم ہوئی ہیں۔ دوسری چیز جو نیچے گئی ہے، وہ معیار زندگی ہے۔ معیار زندگی کا آج تک level اتنا نیچے نہیں گیا۔ تیسری چیز جو نیچے گئی ہے، وہ معاشی ترقی ہے۔ اتنی کم economic growth آج تک نہیں ہے اور یہ اسے 4 فیصد کہتے ہیں۔ آپ کو کچھوکما کا پتا ہے۔ کچھوکے کے اگر گھٹنے میں درد ہو تو وہ بھی اس سے تیز چل سکتا ہے لیکن لگتا یہ ہے کہ ان کو ان کو صرف کھڑا ہونا ہی ایک بڑی اپنی، وہ کہتے ہیں، اس کے لیے بھی تالیاں بجاؤ۔۔۔ (جاری T04)

T04-16-6-2026 Babar:Ed/Mubashir 1:20pm

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔) ان کو صرف کھڑا ہونا ہی ایک بڑی اپنی، وہ کہتے ہیں، اس کے لیے بھی تالیاں بجاؤ۔ آپ کی سرمایہ کاری نیچے، آپ کی روپے کی قدر نیچے، آپ کا کاروباری اعتبار لوگوں کا نیچے، آپ کی حکومت کی ساخت اور اعتبار جو لوگوں کا ہے نیچے، اور آپ کی جو مشکلات ہیں، لوگوں کی جو مشکلات ہیں، وہ یہ ہیں۔

Mr. Chairman: please wind up.

سینیٹر سید علی ظفر: یہ حکومت جو ہے، یہ اصل میں taxation کے اوپر سارا زور دے رہی ہے، اور taxation بھی کس کی کر رہی ہے؟ salaried class کی، وہ جو already چوسے ہوئے ہیں، ان کی ہڈیوں سے بھی خون نکال رہی ہے۔ جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں، ان سے مزید ٹیکس لے رہی ہے۔ یہ بجٹ میں کوئی tax base کو مزید بڑھانے کی بات نہیں کی جا رہی، اور یہ سمجھتے ہیں کہ tax سے ساری معیشت بہتر ہو جائے گی۔ Its remind me that phase کسی نے کہا تھا، اور میں اس کو repeat کرتا ہوں، کسی نے کہا تھا کہ definition of insanity is to keep doing the same thing over and over again and you

expecting the different result، یعنی کہ آپ پاگل ہوتے ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ وہی چیز کر کے مختلف نتیجے حاصل کر لیں گے۔ اگر آپ taxation increase کرتے رہیں گے، بڑھاتے رہیں گے، تو اس کا اثر یہی ہوگا کہ آپ کی غربت بڑھے گی، اور آپ کی جو misery ہے، وہ بھی بڑھے گی۔ نتیجہ وہی آنا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح حکومت حرکت کر رہی ہے جو insanity کی definition میں آتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں stabilization کا بجٹ ہے۔ میں نے سنا speech جو finance minister نے کہا stabilizationکا بجٹ ہے۔ اس پر کم از کم میں بڑا خوش ہوں کہ پہلی چیز حکومت میں سچ بولا کہ یہ استحکامی بجٹ ہے۔ لیکن کس چیز کا استحکامی بجٹ ہے؟ اس نے غربت کو مستحکم کیا ہے، اور جو غریب کی ناامیدی ہے، اس کو مستحکم کیا ہے۔ یہ اسی چیز کا بجٹ ہے، اور اسی چیز کو stabilize کر رہا ہے۔

expenditureکی بات کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں اخراجات۔ کوئی بھی بجٹ، اگر آپ اخراجات بڑھاتے رہیں گے تو آپ کو قرض لینے پڑیں گے، کیونکہ آپ کا revenue کم ہے۔ یہاں، جس طرح میں نے کہا، بجٹ میں اخراجات کی بات نہیں کی گئی بلکہ یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ ہم ظالم ہیں، ہمیں کوئی پتہ ہی نہیں ہے کہ لوگ کس طرح رہ رہے ہیں۔ کتنی دور ہے، یہ reality سے، کیونکہ یہ بجٹ excel sheet پر بن رہا ہے۔ اتنی دور ہے اس reality سے کہ میرے کچھ دوستوں نے بھی ذکر کیا اس کا۔ یہ کہتے ہیں کہ جناب، ایک شخص امیر ہو جاتا ہے اگر وہ ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ کما رہا ہے، اور ساڑھے آٹھ ہزار روپے کا مطلب یہ ہے کہ وہ 280 روپے ہر روز کما رہا ہے۔ وہ امیر ہے، وہ اپنے 280 روپے میں تین وقت کا کھانا بھی کھا سکتا ہے، وہ اپنے کپڑے بھی پہن سکتا ہے، وہ گھر بھی چلا سکتا ہے، وہ دوائی بھی لے سکتا ہے، اور وہ بچوں کو تعلیم بھی دے سکتا ہے۔ 280 روپے ایک دن کے ہیں۔ اور ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ doctor کے پاس بھی جا سکتا ہے، لیکن اس کی شرط لگائی ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ doctor کے پاس جا سکتا ہے اگر وہ ایک ہفتہ کھانا نہ کھائے، اسی پیسے میں۔ یہ ہے ان کی reality سے دوری۔

primary surplusکی بات کرتے ہیں۔ یہ بجٹ میں primary surplus کا مطلب میں ذرا آسان الفاظ میں بتا دوں، انہوں نے تو اس کو بڑا توڑ موڑ کر بتایا ہے۔ مطلب یہ ہے، کہ جو عوام ہے وہ اپنے سکول اور والدہ کی دوائی پر خرچ نہ کریں بلکہ جو بچت ہوگی وہ قرض دینے میں کریں۔ یہ ہے surplus کا basic مقصد، جس کی یہ بات کر رہے ہیں۔ اور اس پر جہاں تک تعلق ہے provinces کی بات، آخری بات کرنے لگا ہوں۔ provinces سے یہ لے رہے ہیں، تو مجھے ایک اور کہانی یاد آ جاتی ہے، کہ ایک شخص تھا، اس کا چھت جو تھا، اس

میں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ سو، وہ چھت جس سے پانی بہہ رہا تھا، اس نے repair کرنے کے لیے بلایا۔ تو اس نے کہا، میں تو نہیں کر سکتا، میں آپ کو party دے دیتا ہوں۔ تو پانچ سال میں اس کی 50 بالٹیاں ہو گئیں۔ جب پانچویں سال وہ واپس آیا repair کرنے، تو اس نے کہا، ابھی تک آپ کا چھت بھی leak کر رہا ہے، اور میرے پاس 50 بالٹیاں بھی ہو گئی ہیں۔ تو اس نے کہا اچھا، آپ اس طرح کریں کہ جو آپ کے پاس اوپر چھت پہ باقی اینٹیں رہ گئی ہیں، وہ مجھے دے دیں، مجھے ضرورت ہے۔ تو یہ literally ، یہ provinces جو پیسے لے رہے ہیں، یہ اسی کہانی کی مثال ہے کہ انہوں نے بالٹیاں تو دے دی ہیں پانچ سال، اور اب وہ کہتے ہیں کہ چھت کی اینٹیں بھی دے دیں۔ یہ ہے آسان الفاظ میں۔

I and PTI has rejected this budget، اور ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم ہوتے تو کیا کرتے، یہ میں آپ کو جلدی سے بتا دوں۔ ہم ہوتے تو، ہم کیا کرتے؟ اس کے اوپر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سب سے پہلے تو ایسی policy دیتے، جو education کو بہتر کرے۔ اس ملک کو education کی ضرورت ہے، روشنی کی ضرورت ہے۔

دوسری، ہم توانائی کی policy کو بہتر کرتے۔ تیسری چیز، ہم petroleum levy کو ختم کرتے۔ چوتھی چیز، ہم اخراجات کو کم کرتے۔ پانچویں چیز، ہم tax کا burden کم کرتے، اس کا بوجھ کم کرتے، اور اس کی تعداد بڑھاتے، کی tax base زیادہ کرتے۔ ہم investmentکو back کرتے، سر، اور ہم لوگوں کو روزگار مہیا کرتے۔

اور آخری بات کہ ہم اپنے مزدور، اپنے کاروباری، اپنے کسان، اپنے نوجوان، اپنے بچت کرنے والے، اپنےpensioners ، اور اپنی عوام کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ ہم ایسا بجٹ ہرگز نہ دیتے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I give the floor to honorable Senator Senator Atta Ul Haq sahib.

<u>Senator Atta Ul Haq</u>

سینیٹر عطاالحق: بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب، کہ آپ نے بجٹ پر بات کرنے کے لیے موقع فراہم کیا ہے۔ کسی بھی خطے اور ملک میں جو چیزیں انتہائی اہم ہوتی ہیں، ایک معیشت اور دوسرا امن۔ لیکن اس میں بھی تھوڑا سا فرق ہے کہ امن جو ہے، یہ بغیر معیشت کے بھی چل سکتا ہے، لیکن معیشت بغیر امن کے نہیں چل سکتی۔ عوام کو اگر اپنی جان کی پڑی ہو، تو پھر وہ دو وقت کا کھانا، اس کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ اس کو اپنی حفاظت کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے ہیں۔ ہم یہاں بجٹ پر بحث کر رہے ہیں، ملک کی معیشت کو ٹھیک کرنے پر لگے ہوئے ہیں، جبکہ

ہمارے اس ملک کے دو صوبے، بلوچستان کو یا خیبر پختونخواں ہو، وہاں لوگوں کو اپنی جان کی پڑی ہوئی ہے۔ تو اگر میرے خطے میں، میرے صوبے میں بدامنی ہو گی، مجھے جان کے لالے پڑے ہوں گے، ایسی صورت میں جب میں اپنے بچوں کی روٹی اور رزق کے لیے، روٹی پانی کے لیے گھر سے نہیں نکل سکتا، تو میں اپنی قوم کے لیے، اپنے ملک کے لیے کس طرح معیشت کو ٹھیک کرنے کے لیے آگے جاؤں گا؟

اور اسی وجہ سے کہ جب ملک میں معیشت کا عالم یہ ہو، امن کا عالم یہ ہو، تو پھر قوم مایوسی کی طرف جاتی ہے، اور اس طرح ملک اور قومی تقسیم ہو جاتی ہے، اور قومیں ہمیشہ انہی حالات میں علیحدگی پر سوچتی ہیں کہ شاید علیحدہ ہونے کے بعد ہمارے اس خطے میں امن آ جائے۔

(جاری T05)

T05-16JUN2026 Taj/Ed. Waqas 01:30 p.m.

سینیٹر عطاء الرحمٰن: (جاری) جب ملک میں معیشت کا عالم یہ ہو، امن کا عالم یہ ہو تو پھر قومیں مایوسی کی طرف جاتی ہیں اور اس طرح ملک اور قومیں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اور قومیں ہمیشہ ان ہی حالات میں علیحدگی پر سوچتی ہیں جو شاید علیحدہ ہونے کے بعد ہمارے اس خطے میں امن آ جائے۔ اب اگر میں بجٹ میں الفاظ کے اس گورکھ دھندے کی طرف نظر ڈالوں تو گزارش یہ ہے کہ کسی بھی ملک میں زمینی پیداوار پر کبھی ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا، فصلوں پر کبھی ٹیکس نہیں لگتا لیکن یہاں پر دیکھیں کہ گندم، چنا، کوئی بھی پیداوار ہو، اس پر ٹیکس نہیں ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے صوبے میں زمینی پیداوار تمباکو پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور پھر ظلم برائے ظلم یہ ہے کہ ٹیکس بھی ایسا کہ جو multinational companies ہیں، ان کے تمباکو پر، جیسے موٹر سائیکل پر ٹیکس لگتا ہے، مزدور، کسان جو وہاں پر تمباکو کاشت کرتے ہیں، ان پر ٹیکس ایسا ہے جیسے دس ویلر یا ٹینک یا ہوائی جہاز پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ اب یہ دہرے معیار کے ٹیکس قوم میں مایوسی لاتے ہیں۔ یہ صوبوں میں مایوسی لاتے ہیں۔ میں جوں ہی بارڈر پار کرتا ہوں پنجاب سے KP کی طرف تو میرے دل میں ایک خوف پیدا ہوتا ہے کہ میں اپنے گھر سلامت پہنچ پاؤں گا یا نہیں۔ اور جوں ہی میں KP سے مرکز یا صوبہ پنجاب کی طرف آتا ہوں تو ایک اطمینان سا ہوتا ہے کہ اب میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ تو اب آپ مجھے بتائیں کہ جب بدامنی کا عالم یہ ہو، میں کبھی بھی یا ہماری جماعت جمعیت علماء اسلام صوبائیت، قومیت اور لسانیت پر یقین نہیں رکھتی۔ ہم نے ہمیشہ ملک کی بات کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ قوم اور عوام کی بات کی ہے۔ ہم اس ملک کا تحفظ چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک کی ترقی چاہتے ہیں لیکن جب ہماری آنکھوں کے سامنے قوم کے ساتھ، ملک کے ساتھ اس طرح کا ظلم ہو گا تو پھر جب ہم اس پر بات کرتے ہیں تو یہاں پر بھی ہمارے کچھ ممبران کے پیٹ میں مروڑ شروع ہو جاتا ہے کہ آپ ان لوگوں پر اعتراض کیوں کرتے ہیں جو ہمیں یہاں تک پہنچانے میں کردار ادا کر چکے ہیں۔ ہماری صورت میں اس

پارلیمنٹ کو آباد کر چکے ہیں تو لہٰذا آپ ان پر اعتراض نہیں کریں گے۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ کسی ادارے پر اعتراض کروں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے لیکن اگر ادارے میرے ملک کے اس پارلیمنٹ کے اندر مداخلت کریں گے اور میں اس کی نشان دہی کروں تو میں مجرم ٹھہر جاتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں ایک announcement کرلوں۔

I welcome Sahibzada Faiz-Ul-Hassan, Ex-MNA in the House.

(Desk thumping)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: تو میں مجرم ٹھہر جاتا ہوں۔ اب گزارش یہ ہے کہ ابھی آپ کے سامنے ہے اور غالباً بلاول صاحب نے بھی تذکرہ کیا ہے، گلگت بلتستان کا الیکشن، وہاں پر جمعیت علماء اسلام نے سیٹ جیتی ہے لیکن اس کے باوجود، بلاول صاحب نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، کس زمرے میں کیا، کیوں کیا، کیا ہوا لیکن گزارش یہ ہے کہ وہاں پر ایک جیتی ہوئی پارٹی کو اگر آپ پورے گلگت بلتستان سے، پارلیمنٹ سے باہر کر دیں گے تو پھر آپ بتائیں کہ اس پارٹی کے پاس کون سا راستہ رہ جاتا ہے۔ میں خود campaign کے لیے دیامر اور چلاس کے علاقوں میں گیا تھا۔ وہاں کے اجتماعات اور پارٹی پوزیشن کو دیکھ کر ہم نے اپنے ساتھیوں کو مبارکباد دینی ہے لیکن الیکشن کے دن ایسا جھرلو پھیر دیا کہ جیتے ہوئے لوگوں کو گھر کا راستہ دکھایا اور جو لوگ وہاں پر کسی کھاتے میں نہیں تھے، ان لوگوں کو پارلیمنٹ کا ممبر بنا دیا گیا۔ تو اب ایسی صورت حال میں اگر ہم کسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، نشان دہی کرتے ہیں تو ہم مجرم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے خلاف کارروائیاں ہوتی ہیں۔

گزشتہ دنوں لکی مروت میں ہماری جماعت کے دو ذمہ داروں کو گھر سے اٹھایا گیا اور گاؤں سے باہر لا کر گولی مار دی۔ وہاں پر لوگ سراپا احتجاج ہیں لیکن ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کہ ان حالات کو کس طرح کنٹرول کیا جائے۔ ایک صوبے میں جب یہ ظلم اور زیادتی ہوگی اور دوسرے صوبے میں امن ہوگا تو پھر میری عوام، میری قوم اور میرے لوگ یقیناً مایوسی کی طرف جائیں گے اور پھر علیٰحدگی کی باتیں ہوں گی۔ ہم اس ملک کے ساتھ ہیں۔ ہم اس پاکستان کے ساتھ ہیں لیکن ہماری قوم کو، ہمارے لوگوں کو مایوس نہ کیا جائے اور جو حقیقت ہے اس کو سامنے رکھ کر اس ملک کی پالیسیاں بنائی جائیں تو پھر میرے خیال میں ہم اس ملک کو آگے چلتا دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم نے قوم کو اسی طرح مایوسی کی طرف دھکیل کر رکھا تو پھر ایک دن وہ آئے گا کہ جس طرح پہلے یہ ملک تقسیم ہوا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اس ملک کو تقسیم کی طرف لے جا رہے ہیں اور اس کی نشان دہی ہم پہلے بھی کر چکے ہیں، بار بار کر چکے ہیں۔ آج on the floor عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لیے بجٹ میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ملک میں امن ہو، معیشت بحال ہو، لوگ بحال ہوں لیکن اگر اس طرح کی زیادتیاں ہوں گی، آپ کسی ایک طبقے کو، ایک قوم

کو،ایک صوبے کواور نظریاتی لوگوں کومایوس کریں گے تواس کا نتیجہ بڑا بھیانک نکلے گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس ملک میں افراتفری ہو،اس ملک میں تقسیم ہواور اس ملک کا نقصان ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک محفوظ رہے۔ جو بچا کچا ملک آپ کے اور ہمارے ہاتھ میں ہے،ہم اس کو آگے لے کر جائیں،اس کو محفوظ کریں لیکن ہماری پالیسیاں جہاں پر بنتی ہیں وہاں کے لوگوں کی شاید یہ سوچ نہیں ہےاور وہ بین الاقوامی قوتوں کو دیکھ کر اپنی پالیسیاں بناتے ہیں۔ اپنی قوم اور اپنے عوام کو دیکھ کر پالیسیاں نہیں بناتے توپھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قومیں اور ملک ٹوٹ جاتے ہیں۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ میرا اور اس ملک کا حامی و ناصر ہو۔ وآخر دوانا۔

Mr. Chairman: Thank you Molana Sahib. I give the floor to Senator Bilal Mandokhail. [Followed by T06]

T06-16June2026 Ali/Ed: Shakeel 01:40 pm

Mr. Chairman: Thank you Molana Sahib. I give the floor to the Senator Bilal Ahmed Khan.

Senator Bilal Ahmed Khan

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین ! سب سے پہلے بجٹ پر بات کروں گا۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے، یہ جو الفاظ کا گورکھ دھندا گورنمنٹ نے شروع کیا ہے،اس کے بارے میں بہت سارے میرے colleagues بات کر چکے ہیں اور بہت سارے بعد میں بھی کریں گے۔ ہمارا یہ جو 2026-27 کا expected budget ہے، جس طرح پچھلے ستر، ستتر سالوں سے بجٹ پیش ہوتے آرہے ہیں، مجھے امید ہے کہ یہ بھی اسی طرح کا بجٹ ہوگا جو آنے والے financial year میں ہوگا۔ تقریباً انیس ہزار ارب روپے کا یہ بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے، جس میں سے قرض جو ہم نے لیا ہے، کس کس سے لیا ہے، کہاں سے لیا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے،اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے، میں اس پر جو ہم سود دے رہے ہیں، اس سال اس پر سود کی مد میں آٹھ ہزار ارب روپے ہم pay کریں گے۔ جو قرض لیا گیا ہے،اس کی amount کتنی ہے؟ اس کے بارے میں اس بجٹ میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ یہ وہ گورکھ دھندا ہے، جو الفاظ میں نے استعمال کیا، کہ الفاظ کا گورکھ دھندا، یہ وہ دھندا ہے جسے چھپایا جارہا ہے۔ ہم نے خالی قرض نہیں دینا، ہم نے قرض پر سود بھی دینا ہے۔ اگر ہم نے قرض پر سود دینا ہے، تو ہم نے قرض جو لیا ہوا ہے، وہ بھی pay کرنا ہے۔ یہاں صرف مجھے قرض پر سود کی ادائیگی دکھائی گئی ہے۔ تو کیا میں نے،آپ نے، ہم سب نے جو قرض لیا ہے، وہ ادا نہیں کرنا؟ وہ

بھی اس بجٹ میں شامل کر دیں۔ اگر آپ اس کو بجٹ کے documents میں reflect کریں گے، تو جو بجٹ دکھایا جارہا ہے، جس میں سب کچھ بہت اچھا چل رہا ہے، یہ اور بھی کم ہو جائے گا۔

ترقیاتی بجٹ کے لیے 3675 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ 3675 ارب روپے ترقیاتی کاموں کے لیے پاکستان جیسے ملک کے لیے، اتنے بڑے ملک کے لیے، اتنی بڑی آبادی کے لیے اور اس پر بھی کٹ لگایا گیا ہے، بشمول صوبوں کے۔ صوبوں کو بھی کہا گیا کہ آپ نے اپنے ترقیاتی بجٹ پر، اپنے ترقیاتی کاموں پر کٹ لگانا ہے اور صوبوں نے بڑی خندہ پیشانی اور خوش دلی سے وہ کٹ مان لیا ہے اور وفاق کو اپنی جیب سے پیسے دے رہے ہیں۔ Civil administration کو 1071 ارب روپے، PSDP کی مد میں 1000 ارب روپے، Benazir Income Support Programme کے لیے 838 ارب روپے۔ transport کے لیے 365 ارب روپے۔ یہاں ایک لفظ ہے، توانائی اور بجلی، یہ توانائی اور بجلی کا مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ یہ توانائی کیا ہے اور بجلی کیا ہے۔ چلیں، ٹھیک ہے، یہ پھر آپ کا لفظوں کا دھندا ہے، کرتے رہیں۔ لیکن اس کے لیے کتنی amount رکھی گئی؟ صرف 116 ارب روپے۔

ہماری Federal Government دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم کراچی کو بھی اپنے زیرِ تسلط لیں گے، گوادر اور گوادر سے ملحقہ جو ہماری ساحلی پٹی ہے، اس کو بھی ہم زیرِ تسلط لیں گے، کیونکہ ملک میں یہ دو شہر یا یہ دو area proper طریقے سے کام نہیں کر رہے۔ جب یہ آپ اپنے پاس رکھیں گے، تو تعلیم آپ کے ہاتھ میں آئے گی، صحت آپ کے ہاتھ میں آئے گی۔ آپ نے آج ہماری اعلیٰ تعلیم کے لیے صرف 46 ارب روپے رکھے ہیں، 46 ارب روپے کیا اس معاشرے میں رہتے ہوئے کسی بھی ذی شعور شخص کو یہ بتایا جائے کہ پاکستان کی تعلیم کے لیے 46 ارب روپے رکھے گئے ہیں، تو میرے خیال میں یہ کسی بھی طرح قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

پھر school اور college کی تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم الگ ہے، school اور college کی تعلیم الگ ہے۔ چلیں، school اور college وہ school اور college، جن میں میرے تقریباً 03 کروڑ بچے school سے باہر ہیں۔ یہ وہ بچے ہیں جو بالکل school سے باہر ہیں۔ جو primary کے بعد school سے باہر چلے جاتے ہیں، جو middle کے بعد school سے باہر چلے جاتے ہیں، جو matric کے بعد school سے باہر چلے جاتے ہیں۔ ان کی تو ہم نے تعداد ہی نہیں گنی، کیونکہ ہم اعلیٰ تعلیم کو شاید primary ہی سمجھ رہے ہیں کہ ہماری اعلیٰ تعلیم primary ہے۔ Primary کے بعد جس نے جتنا پڑھ لیا، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو گیا۔ اس لیے ہم صرف ان بچوں کو consider کر رہے ہیں جو school نہیں جا رہے، کہ یہ 03 کروڑ بچے ہمارے school نہیں جا رہے ہیں۔ Primary

کے بعد جو بچے school سے فارغ ہو جاتے ہیں، ان کا اور school نہ جانے والے بچوں کا level ایک ہی برابر ہے۔ تو ہم ان کو بھی اگر اس میں شامل کریں، تو شاید یہ 04 کروڑ سے بھی زیادہ بچے school سے باہر تصور کیے جائیں گے۔School اور college کے لیے صرف26ارب روپے رکھے ہوں، یہ انتہائی شرم کی بات ہے۔ 26 ارب روپے سے آپ اپنے ملک کے مستقبل کو سنواریں گے؟ تعلیم وہ ہے جو ملک کا مستقبل سنوارتی ہے۔

پھر آ جاتے ہیں صحت پر۔ آپ کہتے ہیں کہ پورے ملک کے لیے، صحت کے معاملات سب سے بہتر کرنے ہیں اور ہم نے اعلیٰ صحت کی طرف جانا ہے اور لوگوں کو اچھی صحت کے مواقع فراہم کرنے ہیں۔ صحت کے لیے 25 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ دانش سکول کے لیے 22 ارب روپے اور آج کل کے دور میں جو سب سے اہم شعبہ ہے، جس سے دنیا ترقی کر رہی ہے اور دنیا نے اسے اپنی منزل بنایا ہوا ہے، وہ ہے Science and Technology. ہم نے اس Science and Technology کے لیے 3.6ارب روپے رکھے ہیں۔ 3.6 ارب روپے تو میرے خیال میں یہ آج کسی ایک Prime Minister House کے سالانہ خرچے کے برابر بھی نہیں ہوں گے، اس کے اخراجات بھی اس سے زیادہ ہوں گے۔ ہم اپنے ملک کو Science and Technology کے field میں دنیا کے برابر لانے کے لیے صرف3.6ارب روپے رکھ رہے ہیں۔ تو کیا ان figures پر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم ترقی کر پائیں گے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جو budget پیش ہوا ہے، یہ ہماری آنے والی نسل کے لیے، ہمارے ملک کے لیے، ترقی کا ذریعہ بنے گا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور آنکھوں میں دھول جھونکنے کے برابر ہے۔

اچھا، آپ کی متوقع آمدن کیا ہے؟ متوقع آمدن 18,000 ارب روپے ہے، متوقع آمدن 18,000 ارب روپے تو آپ نے رکھ لی، لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ 18,000 ارب روپے آئیں گے کہاں سے؟ کیا صرف اس وقت جو لوگ tax دے رہے ہیں؟ اور وہ بھی خوشی سے نہیں دے رہے، کیونکہ ان میں زیادہ تر لوگ سرکاری ملازم ہیں اور ان کا at source tax کٹ جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی تنخواہ میں سے taxنہ کٹوائیں، تو آپ کی یہ متوقع آمدن بھی نہیں ہو گی۔ ان کی تنخواہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ تنخواہ دینے سے پہلے آپ tax کاٹ لیتے ہیں اور پھر اگلے سال ان پر مزید بوجھ ڈال دیتے ہیں، جس طرح پچھلے 77 سالوں سے بوجھ ڈالتے آ رہے ہیں۔اس ملک کو معاشی طور پر چلانے والی یہ ہماری bureaucracy ہے، جس کو آپ تنخواہیں دیتے ہیں۔ ان تنخواہوں پر مزید tax پر tax لگاتے جا رہے ہیں اور اس ملک کو چلاتے جا رہے ہیں۔ لیکن کب تک؟ کیا کبھی اس budget میں یا اس سے پہلے جتنے بھی budget پیش ہوئے ہیں، کیا کبھی کوئی roadmap

دیا گیا ہے؟ کیا ہمیں بتایا گیا کہ یہ جو ہمارے اخراجات ہیں، جو ہم نے کرنے ہیں، ہم نے قرض لینا ہے، قرض دینا ہے، قرض پر سود دینا ہے، ہم نے اپنا defence مضبوط کرنا ہے،اس پر اخراجات کرنے ہیں۔ ہم نے اپنی PSDP بنانی ہے۔ ہم نے اپنی تعلیم،اپنی صحت،اپنی science and technologyکو آگے بڑھانا ہے۔ اس کے لیے آمدن کی ضرورت ہے، یہ آمدن بڑھے گی کیسے؟ کیا کبھی کوئی roadmap دیا گیا ہے؟

میں نے آج تک کسی budget میں یہ نہیں دیکھا کہ ہماری agricultural policy کیا ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے، لیکن ہماری آج تک agricultural policy نہیں بنی کہ ہماری agricultural policy ہو گی کیا؟ کیا ہماری agricultural policyچھ مہینے کی ہو گی، ایک سال کی ہو گی، پانچ سال کی ہو گی یا دس سال کی ہو گی؟ کوئی roadmap نہیں۔ ہماری science and technology کی کیا policy ہو گی؟ کوئی policy نہیں۔تعلیم کی کیا policy ہو گی؟ کوئی policy نہیں۔ ہماری industrialization کی کیا policy ہو گی؟ کوئی policy نہیں۔ ہماری import-export کی کیا policy ہو گی؟ کوئی policy نہیں۔ پاکستان میں جتنے بھی صحت کے ادارے ہیں، صحت کے بارے میں کیا policy ہے؟ کوئی policy نہیں۔ ہم صرف اور صرف اخراجات کرتے جا رہے ہیں۔ آمدن کا ہمارا کوئی ذریعہ نہیں۔ آمدن کے بارے میں اگر ہم کسی سے پوچھیں، تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔

ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ بلوچستان پاکستان کا تقریباً almost آدھے رقبے پر مشتمل ایک صوبہ ہے۔ بلوچستان کے بارے میں جب ہم بات کرتے ہیں، تو بلوچستان کے بارے میں بالکل ایسا ہی لگتا ہے جیسے وہ کہتے ہیں کہ صدق جاواں پر کام نہ آواں۔ بلوچستان ہمارا دل ہے، بلوچستان ہماری شہ رگ ہے۔ بلوچستان سے سب کچھ ہے، لیکن بلوچستان کو دینا کچھ نہیں۔ اس budget میں صرف ایک project بلوچستان کے لیے رکھا گیا ہے، کراچی سے کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن N-25اس کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ (جاری ہے-----T-07)

T07–16June2026 Imran/ED: Waqas 01:50 pm

سینیٹر بلال احمد خان: (جاری-----) اس بجٹ میں صرف ایک project بلوچستان کے لیے رکھا گیا ہے، کراچی سے کوئٹہ، کوئٹہ سے چمن، N-25.اُس کے لیے amount رکھی گئی ہے۔ کیا کبھی آپ نے سوچا کہ CPEC N-50 پر بھی چلتا ہے،CPEC کراچی سے کوئٹہ، کوئٹہ سے ژوب، ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ اسماعیل خان سے اسلام آباد اور اسلام آباد سے خیبر پختونخوا اور سوست بارڈر تک چلتا

ہے۔ اس کے لیے آپ نے کیا رقم رکھی ہے؟ صفر فیصد۔ کوئٹہ سے ژوب اور ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان تک آپ نے N-50 کے لیے zero percent amount رکھی ہے۔ کیوں؟ کیا آپ نے CPEC کو آگے نہیں لے کر جانا؟ کیا آپ نے بلوچستان کو ترقی نہیں دینی؟ بلوچستان کی ترقی کی بات کریں تو کاغذوں میں تو ہم بڑی ترقی کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں کچھ نظر نہیں آتا۔

بلوچستان mines and minerals کے حوالے سے اس وقت دنیا کی نظروں میں سب سے اہم خطہ ہے، بشمول ہمارے اپنے ملک کے لیکن اُس کے لیے اس بجٹ میں آپ نے کیا plan دیا؟ زیرو پلان۔ بلوچستان سے آپ کیا وصول کریں گے؟ بلوچستان سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ East India Company والی حرکت کرکے جو کچھ ہے وہ لوٹ کر چلے جائیں گے۔ آپ نے بلوچستان کو کچھ نہیں دینا۔ بلوچستان کو آپ نے آباد نہیں کرنا۔ بلوچستان کو آپ نے ترقی نہیں دینی۔

اگر یہ معاملات اسی طرح ہیں تو پھر کیا اس بجٹ کو ہم اچھا بجٹ کہیں گے؟ مجھے تو وہ بات یاد آ گئی کہ سب کچھ بڑا اچھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے دوست کے شادی کے لیے رشتہ لے کر گیا اور اُس نے اُس کی ماں سے بات کی۔ اُس کی ماں نے پوچھا کہ لڑکا کیا کرتا ہے؟ وہ بولا، جب شادی ہو گی تو کچھ نہ کچھ کرلے گا، ابھی تک کچھ نہیں کرتا۔ اُس نے پوچھا کہ کچھ نہیں کماتا؟ اُس نے کہا کہ نہیں لیکن جب وہ جوا کھیلنا چھوڑ دے گا تو پھر خود کمائی بھی کرلے گا۔ اچھا جوا بھی کھیلتا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں، لیکن خیر کوئی بات نہیں، جب یہ شراب پینا چھوڑ دے گا تو امید ہے کہ جوا کھیلنا بھی چھوڑ دے۔ اچھا، شراب بھی پیتا ہے؟ کبھی کبھار یار دوست اُسے پکڑ کرلے جاتے ہیں۔ اچھا اُس کے دوست بھی ایسے ہیں؟ پھر ماں نے پوچھا کہ اُس کا خاندان کیسا ہے؟ بولا، جب خاندان کا پتا چلے گا تو آپ کو بتا دیں گے۔ باقی لڑکا بڑا اچھا ہے، بہت زبردست ہے۔ لڑکا بڑا اچھا ہے، میں اُس کی guarantee لیتا ہوں۔ تو اُس کی ماں نے کہا کہ اس میں اور کون سی ایسی خامی ہے جو آپ بیان نہیں کر رہے؟ آفرین ہو تم پر کہ تم اپنے دوست کی اتنی خامیاں ہونے کے بعد بھی اُس کی اتنی تعریفیں کر رہے ہو۔ تو آج ہم اس بجٹ کو بھی ویرو کا بجٹ ہی کہہ رہے ہیں۔ یہ ویرو کا بجٹ ہے۔ یہ وہ ویرو ہے جو ساری خامیوں کے باوجود بھی سب سے اچھا ہے۔ تو ہم اس بجٹ کو کیا تسلیم کریں۔ کیا تسلیم کریں اس بجٹ کو؟

چیئرمین صاحب، ہمارے اس بجٹ میں یہ کہا گیا کہ امیروں کے لیے رعائتیں دی گئی ہیں جبکہ ہمارے یہ صحافی حضرات یا ہماری bureaucracy سے جب آج tax میں جو چھوٹ دی گئی ہے اُس کے بارے میں پوچھتے ہیں تو یہ IMF کی چھتری کے نیچے چھپنے کی کوشش کرتے ہے اور وہ figures نہیں دے پا رہے کہ جو figures انہوں نے زبانی کلامی یا کاغذوں میں دکھایا کہ ہم نے tax میں چھوٹ دی ہے۔ Tax میں چھوٹ تو دے دی ہے لیکن ظاہر کرنا یا اُن کو justify کرنا اِن کے لیے مشکل ہے اور کہتے ہیں کہ ہم IMF کے ساتھ

مذاکرات میں ہیں اس لیے ہم یہ پیش نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے tax میں چھوٹ دے دی ہے تو آپ کیسے پیش نہیں کر سکتے؟ اگر آپ نے tax میں چھوٹ دے دی ہے تو آپ اِن صحافیوں کو، اُن bureaucrats کو یا ہم جیسے politicians جو پوچھ رہے ہیں، آپ انہیں tax کی وہ figures کیوں نہیں دیتے؟

چیئرمین صاحب، اپنی تقریر کو میں مختصر کروں گا اور غریبوں کے لیے صرف میں یہ کہوں گا کہ غریب جب اس tax کو پچھلے ستتر سال سے دیکھتا آ رہا ہے، وہ آج بھی یہی سوچ رہا ہوگا۔ میں آخری بات یہ کہوں گا کہ امیر اور غریب کا فرق یہ ہے کہ امیر اس tax کے بعد پھر بھی سوچتا ہے کہ

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے،

بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے۔

جو ٹیکس میں چھوٹ امیروں کے لیے دی گئی ہیں، ہمیں تو پھر یہی شعر یاد آتا رہے گا کہ جتنے بھی میرے ارمان ہیں، وہ کم نکل رہے ہیں، شاید کچھ اور مل جائیں۔ غریب اس بارے میں سوچے گا کہ کیا میں اس ملک میں رہنے کا حق رکھتا ہوں؟ کیا مجھے اس ملک میں رہنے کا حق ہے یا مجھے صرف امیر کو پالنے کے لیے اس ملک میں رکھا گیا ہے۔ میں امیر کو پالنے کا وہ tool اور ذریعہ ہوں جس طرح پرانے زمانے میں لوگ اپنے غلام رکھتے تھے اسی طرح امیر لوگوں نے اس غریب کو اپنا غلام بنا کر رکھا ہوا ہے اور وہ غلام بھی اتنا بے زبان ہے کہ نہ وہ اپنے حق کے لیے آج تک کھڑا ہوا ہے اور نہ شاید کبھی کھڑا ہوگا۔ آپ کا time دینے کا شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I give the floor to Senator Amir Chishti *Sahib*.

Senator Amir Waliuddin Chishti

سینیٹر عامر ولی الدین چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج میری تقریر کے دو حصے ہیں۔ پہلا تو IMF Budget 2026-27. بجٹ ہر سال آتا ہے اور ہم ہر سال اسی معزز ایوان میں تقاریر بھی کرتے ہیں اور اپنی recommendation and advice بھی دیتے ہیں، جس پر ہم سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس پر عمل درآمد ہوگا۔ جناب، میرا تعلق پاکستان کے financial capital عروس البلاد، جو کہ اب نہیں رہی، کراچی شہر سے ہے۔

جناب، جب یہ بجٹ پیش کیا گیا اور پانچ سال سے جو بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اور اُس سے بھی پہلے کئی بجٹ پیش کیے گئے ہیں، تو جب میں اپنے بجٹ کو اپنے ہی region سے compare کرتا ہوں کہ میرے ہمسایہ ممالک میں کیا facilities دی جا رہی ہیں businessman کو، multinational companies کو، وہاں کی FDI ہم سے کیوں بڑھ رہی ہے اور ہماری FDI کیوں کم ہو رہی ہے؟ اُس کے دو چار بڑے اسباب ہیں جو کہ حکومت وقت کو address کرنے چاہیں خاص طور سے ہمارا energy sector. اس پورے region میں سب سے expensive energy پاکستان میں ہے۔ Tax rate سب سے زیادہ پاکستان میں ہے، یہ regime جو کام کر رہا ہے ، corporate tax 29 percent, پھر super tax کو اُنہوں نے دس سے آٹھ فیصد کر دیا ہے، وہ additional ہے۔ پھر dividend لیں تو اُس پر پندرہ فیصد، اور پھر WWF اور workers welfare fund ملا کر تقریباً 55 سے 59 فیصد ہو جاتا ہے۔

تو اس بجٹ میں تو ہمارا local investor ہی کام نہیں کر پا رہا تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ international FDI پاکستان میں آئے۔ FDI نہ آنے کے تین چار اسباب ہیں۔ چاہے وہ اس سے پہلے کی حکومت ہو یا یہ حکومت ہو، آج پاکستان میں کوئی بھی نامور بینک جو multinational ہو، پاکستان میں operate نہیں کرتا سوائے ایک بینک کے جو کہ branch operate کر رہا ہے۔ آج سے آپ 70s میں چلے جائیں یا 80s میں چلے جائیں، تقریباً پندرہ سے تیس multinational banks ، جو دنیا کے بڑے یورپی، امریکی، جاپانی banks تھے، جو یہاں پر کام کرتے تھے۔ آج آپ کے پاس سے SHELL Pakistan چلا گیا ہے۔ TOTAL PARCO چلا گیا ہے، PARCO موجود ہے لیکن TOTAL چلا گیا ہے یعنی کہ اُن کی equity Trafigura جو کہ دنیا کی بڑی کمپنی ہے، وہ یہاں سے چلی گئی ہے اور صرف اُن کا نام ضرور رہ گیا ہے لیکن اُن کی equity یہاں نہیں ہے۔ وہ کسی قسم کی responsibility لینا نہیں چاہتے۔

چونکہ ہمارے حکمران شاید international sensitivity کو سمجھتے نہیں ہیں، international business کو بھی نہیں سمجھ پاتے۔ کچھ عرصے پہلے ایک بہت بڑی کمپنی کے چیئرمین کے خلاف یہاں FIR کاٹ دی گئی اور اُس کا نام ECL میں ڈال دیا گیا۔ وہ یورپ چلا گیا اور واپس نہیں آیا۔ یہ تو میری تجاویز ہیں جس پر عمل کریں یا نہ کریں، یہ تو حکومت کی مرضی ہے۔

دوسرا جو مجھے اصل دکھ اور درد ہے وہ اپنے شہر پر ہے چونکہ میں اُسی شہر کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے جب میں اسلام آباد کی شاہراہوں پر سفر کرتا ہوں۔ پھر میں لاہور جاتا ہوں تو وہاں پر میٹرو بھی چل رہی ہے، بسیں بھی چل رہی ہیں، اورنج ٹرین بھی چل رہی ہے، اُس کے link roads بھی دیکھتا ہوں تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ وہ بھی میرا ملک ہے۔ یہاں تک کہ ملتان بھی ماشاءاللہ سے بہت ترقی

کر رہا ہے، پنجاب کے تو تقریباً سارے شہر ہی ترقی کر رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں پشاور چلے جائیں، وہاں بھی میٹرو بن ہی گئی ہے لیکن جب اپنے شہر واپس آتا ہوں تو افسوس یہ ہوتا ہے کہ وہ شہر جو کہ چلتا ہے تو پاکستان پلتا ہے، 65 percent میں پاکستان کو contribute کرتا ہوں۔ More than 95 percent میں سندھ کو contribute کرتا ہوں اور میں یہاں صرف مہاجروں کی بات نہیں کر رہا ہوں کہ میں کھڑا ہوتا ہوں کہ شاید مہاجر ہیں، کراچی شہر میں میرے سندھی بھائی بھی رہتے ہیں، پنجابی بھائی بھی رہتے ہیں، پختون بھائی بھی رہتے ہیں، بلوچ بھی وہاں کی بہت بڑی آبادی ہے۔۔۔ (جاری۔۔۔۔۔T08)

T08-16June2026 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 2:00 p.m.

سینیٹر عامر ولی الدین چشتی: (جاری۔۔۔) کراچی شہر میں میرے سندھی بھائی بھی رہتے ہیں، پنجابی بھائی بھی رہتے ہیں، پختون بھائی بھی رہتے ہیں، بلوچ بھی وہاں کی بہت بڑی آبادی ہے لیکن اس کے ساتھ جو زیادتیاں ہیں وہ اب دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ آپ وہاں کی red line کی بات کریں تو وہ شروع ہو جاتی ہے ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ وہاں کی yellow line, میں ابھی باہر بیٹھا ہوا تھا تو جیو نیوز پر خبر چل رہی تھی کہ ابھی yellow line start نہیں ہوئی ساڑھے آٹھ ارب روپے کی بے ضابطگیاں، corruption اپنے عروج پر ہے۔

جنابِ والا! میں پنجاب میں بیٹھ کر بات نہیں کر رہا ہوں، میں خیبر پختونخوا میں بیٹھ کر بات نہیں کر رہا ہوں، میں بلوچستان میں بیٹھ کر بات نہیں کر رہا ہوں، میں اُس شہر کی بات کر رہا ہوں جس شہر میں میں رہتا ہوں۔ یقین جانیں آپ ایئر پورٹ سے آتے ہوں گے Defence Sindh Club اور ان علاقوں میں چلے آتے ہیں۔ چیئرمین صاحب! جب تھوڑا right پر مڑیں گے، آپ خود visit کیجیے چونکہ آپ اس ملک کے وزیراعظم بھی رہے ہیں۔ آپ کو لوگوں کی sensitivity کا اندازہ ہے۔ لوگ ناانصافی کے خلاف اتنے دل برداشتہ ہو گئے ہیں کہ وہ باہر تک نہیں نکلتے کہ ہمیں سننے والا کوئی نہیں ہے، corruption کا یہ حال ہے کہ ایک project شروع ہوتا ہے 15 ارب روپے کا، دوسرے سال 25 ارب روپے کا ہو جاتا ہے، نئے projects تو بنتے نہیں ہیں، یہ اسی کو linger on کرتے رہتے ہیں۔ اچھا funding بھی کون کر رہا ہے؟ آپ کو funding، World Bank کر رہا ہے، آپ کو funding، Asian Development Bank کر رہا ہے۔ آپ نے اُن کو بھی چونا لگا دیا ہے۔ ابھی میں yellow line کی خبر سن رہا تھا کہ Inquiry Committee بنا دی ہے اور کچھ وزراء اُس Inquiry Committee کے نگران ہوں گے سبحان اللہ! دودھ کی رکھوالی پر بلی کا پہرا لگا دیا، بلے ہوں گے لیکن کچھ ہیں، دودھ پی رہے ہیں۔ اب میں کچھ اور کہنا نہیں چاہتا ورنہ اُس کا نام حزف ہو جائے گا۔

جناب والا! پچھلے سال بھی اوراس سال بھی، وفاقی وزیرِ خزانہ نے اعلان کیا کہ کراچی کو، جو تقریباً دس ہزار ارب روپے کا contribution پورے پاکستان کو دیتا ہے، اس کے لیے انہوں نے allocation کیا کی ہے؟ ساڑھے سات ارب روپے۔ وفاقی حکومت کو شرم چاہیے کہ ساڑھے سات ارب، جو دس ہزار ارب روپے آپ کو کما کر دیتا ہے اُس گائے کا دودھ نچوڑ نچوڑ کر ختم کر دیں گے۔ یہ ریاست سے محبت نہیں ہے، یہ اپنے vested interests ہیں ان سب کے چاہے وہ وفاقی حکومت میں بیٹھے ہوں یا چاہے صوبائی حکومت میں۔ ان کو حکومت کیے ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ اب میری تقریر کے بعد یقیناً کوئی نہ کوئی اٹھے گا یہاں سے اور بولے گا آپ کی بھی حکومت تھی۔ ارے! ہم اپنی تمام غلطیاں تسلیم کرتے ہیں یار، تمہیں تو اٹھارہ سال ہو گئے ہیں، اٹھارہ سال کے اندر تو بچے کا شناختی کارڈ بن جاتا ہے، اُس کی شادی ہو جاتی ہے، یہ بچپنے سے بڑے نہیں ہو رہے۔ انہوں نے corruption کی انتہا کر دی ہے کہ ایک وزیر اٹھتا ہے، وہ بلدیات کا، بلدیات کے آٹھ دس وزیر بن گئے ہیں چونکہ وہاں پر بلدیات کے وزیر کا ریٹ سب سے زیادہ ہے، ساری development وہی کر رہے ہیں، ہم بول بول کر تھک گئے ہیں۔

انہوں نے ہمارے کراچی شہر کے، میں بار بار یہی کہہ رہا ہوں کہ میں مہاجروں کی بات نہیں کر رہا، وہاں پنجابی بھی بہت زیادہ رہتا ہے، پختون بھی رہتا ہے، سندھی بھی رہتا ہے، انہوں نے census کے اندر ہمارے 65 لاکھ آدمی missing کر دیے ہیں، Census ختم ہو گیا۔ ہم چیخے چلائے، پھر وہاں جا کر ہم نے 65 لاکھ missing persons بازیاب کرائے، ظلم کی انتہا ہے۔ آپ سے، اس ریاست سے، پاکستان کی حکومت سے، اپنے تمام دوستوں سے، میری اس ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز دوستوں سے درخواست ہے کہ census کو صحیح کریں۔ جب میری گنتی ہی پوری نہیں ہو گی، مجھے آپ لوگوں نے رعایا سمجھا ہوا ہے، جیسے راجواڑوں میں بادشاہت میں ہوتا ہے۔ میں اس ملک کا شہری ہوں، میرے آباؤاجداد نے اس ملک کے لیے قربانی دی ہے۔ یہ قائدِ اعظم کا ملک نہیں ہے؟ یہ چند خاندانوں کا ملک ہے جن کے سامنے آواز نکالتے بات کرتے بھی آپ لوگوں کی جان نکلتی ہے۔ ہر آدمی نے اپنا ایک الگ ماحول بنایا ہوا ہے۔ جب ہم کراچی جاتے ہیں، چیئرمین صاحب! میں نفسیاتی مریض ہو گیا ہوں، شاید میں اس لیے اتنی زیادہ باتیں بھی کر رہا ہوں اور یہ حال میرے پورے شہریوں کا ہے۔

میرے پاس اتفاق کی بات ہے کہ تمام سینیٹرز جب کراچی آتے ہیں میرے گھر پر آتے ہیں، تو بولتے ہیں عامر بھائی! گھر تو آپ کا بہت خوبصورت ہے، یہ راستے تباہ و برباد ہیں۔ میں نے کہا ایک مہینہ رہیں، آپ کو عادت پڑ جائے گی۔ یہ حال کیا ہوا ہے، پانی وہاں پر آتا نہیں ہے، بجلی آپ دینے کو تیار نہیں ہیں، گیس کی بات نہیں کرتے red line area تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ نہ تعلیم ہے، نہ نوکری ہے۔ اب آپ جائیں گے،

میرے اپنے سندھی بھائی بیٹھے ہیں، ان سے میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں، میں ان سے بولتا ہوں، تم جمہوریت کے بڑے champion بنتے ہو، میں مانتا ہوں کہ بھٹو صاحب جمہوریت کے champion تھے لیکن ان کے نیچے کے لوگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مخالفت کرتے ہیں بنیادی جمہوریت کی، آپ محترمہ بے نظیر بھٹو کے کہے ہوئے الفاظ کی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ بھٹو صاحب کی تعلیمات کی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ بنیادی طور پر اٹھارویں ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اٹھارویں ترمیم میں تھا کیا؟ وفاقی حکومت صوبے کو اختیارات دے گی۔ صوبے نے کس کو اختیارات دینے ہیں؟ لوکل گورنمنٹ کو، آپ نے لوکل گورنمنٹ کا ایک مرتبہ بھی Provincial Finance Commission بنایا ہی نہیں، ایک مرتبہ نہیں کیا۔ آپ بڑے چیختے ہیں کہ سندھ حکومت میں Public Accounts Committee کا چیئرمین اپوزیشن کا ہوگا۔ ان کو شرم آنی چاہیے۔ آج تک انہوں نے سندھ Public Accounts Committee کا Chairman Opposition Leader کو نہیں بنایا۔

ہم بات کرتے ہیں تو یہ بولتے ہیں، سندھ کے خلاف بات کرتے ہیں۔ سندھ مجھے زیادہ عزیز ہے، میرا تو ان کو سب کو پتا ہے یہ سندھ کے شہری ہیں۔ میرا گاؤں نوشہرو فیروز ہالانی ہے، میرا پکا پتہ بھی ہالانی کا ہے۔ میرے والد صاحب نے اسی علاقے میں مسجد بنائی وہاں پر مدرسے بنائے، میں تو ہالانی سے ہوں۔ میرے جو آم کے باغات ہیں وہ بھی ہیں۔ آج میں نے سینیٹرز کو آم بھی بھجوائے ہیں، وہ بھی ہالانی کے ہیں، ابھی پہنچ جائیں گے، تو یہ حالات ہیں۔ شہر کو تباہ و برباد کر دیا ہے نہ وفاقی حکومت اس کی ownership لیتا ہے، نہ یہ صوبہ اس کی ownership لیتا ہے۔ میری چیئرمین صاحب سے درخواست ہے تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈر، آپ کی ہی قیادت میں یا آپ چاہیں تو کسی اور کی قیادت میں ایک مرتبہ کراچی کا visit کرلیں، دیکھ تو لیں، جو گائے اس ملک کو پال رہی ہے، اُس کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔

جناب والا! آخر میں صرف درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آج دنیا میں ہمارا نام ہے۔ ہم جنیوا میں میزبانی بھی کر رہے ہیں، امید ہے کہ ان شاء اللہ اس پر دستخط ہو جائیں گے پاکستان کا نام سرخرو ہوا ہے۔ فیلڈ مارشل صاحب نے بہترین کام کیا ہے، وزیراعظم صاحب نے بہترین کام کیا ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں لیکن اب انہوں نے اس ملک کی طرف بھی دیکھنا ہے۔ میری ریاست کے، اس ملک کے چلانے والوں سے بھی درخواست ہے کہ اب یہ ملک اس طرح نہیں چلے گا اس system کو آپ کو change کرنا پڑے گا۔ یہ جو اجارہ داریاں ہو گئی ہیں، ہر شہر میں اجارہ داریاں۔ آپ بولتے ہیں کہ کراچی میں MQM کی اجارہ داری ہے، اس کو بھی ختم کریں، سندھ میں بھی ختم کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر عامر ولی الدین چشتی: جناب چیئرمین! میری درخواست ہے ریاستی اداروں سے، حکومت سے Administrative Units بنانے ہیں تو بنائیں۔ ہمارے لیے سب سے افضل جس پر جان قربان وہ پاکستان ہے۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ یہ صوبے ہیں تو پاکستان نہیں ہے، پاکستان ہے تو یہ صوبے ہیں۔ یہ Administrative Units ہیں، یہ شہر ہیں، ورنہ ہماری اوقات دو ٹکے کی ہے اگر ہم اس ملک سے باہر چلے جائیں۔ بہت شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I give the floor to honourable Senator Danesh Kumar sahib.

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: جنابِ چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ آج ہم یہاں بیٹھے بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ جناب! ذرا توجہ دیں کہ ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں کن کو سنائیں؟ بجٹ پر بحث آپ کو سنائیں؟ کرسیوں کو سنائیں؟ دیواروں کو سنائیں؟ یہاں پر آپ دیکھیں کہ بجٹ پر حکومت کی اتنی seriousness ہے کہ کوئی بھی منسٹر موجود نہیں۔ ہمارے لیے شرم کا باعث ہے۔ ہمیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ چلو بھر پانی میں، اگر چلو بھر پانی ہے، مجھے دیں، میں ڈوب مروں اور کسی کو نہیں۔ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ آج انہیں کہیں کہ اگر یہ نہیں آتے تو اجلاس منسوخ کریں۔

جناب چیئرمین: بشریٰ بٹ وزیر ہوتیں تو روز بیٹھی ہوتیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! نہیں بشریٰ بٹ صاحبہ کا میں بتاتا ہوں ان کے ساتھی انہی کے پاؤں کاٹتے رہے، اس بیچاری کو منسٹر نہیں ہونے دیتے تو ان کی کیا حیثیت ہے؟ بشریٰ بٹ کا میں آپ کو سناتا ہوں بشریٰ بٹ صاحبہ منسٹر ہوتے ہوتے رہ گئی ہیں کیونکہ ان کے اپنے ساتھیوں کی سازشوں کی وجہ سے۔ (جاری۔۔۔T09)

T09-16June2026 Tariq/Ed: Shakeel. 02.10 pm

سینیٹر دنیش کمار۔۔۔(جاری)۔۔۔ جناب بشریٰ بٹ صاحبہ اپنے ساتھیوں کی سازشوں کی وجہ سے منسٹر ہوتے ہوتے رہ گئی ہیں۔ جناب یہاں پر کوئی بھی نہیں بیٹھا ہے جو ہماری سنے۔ میں صرف اور صرف یہاں پر دیواروں کو اپنی بات سناؤں یا قائداعظم محمد علی جناح کو اپنا دکھڑا سناؤں۔ آپ اجازت دیں تو میں سناؤں یا نہ سناؤں؟

جناب میں ابھی آپ کو اپنا دکھڑا سناتا ہوں، اور تو اور سنگین مذاق دیکھیں، آپ کے سائے تلے سنگین مذاق ہو رہا ہے۔ پہلے بجٹ میں افسران کی کرسیاں بھری ہوتی تھیں، وہ ہماری تجاویز note کرتے تھے مگر آج دیکھیں دو یا تین پتا نہیں کون سے بے چارے افسران بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی بھی نہیں ہے۔ سینیٹ کو کوئی serious ہی نہیں لیتا ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ کس قسم کا ایوان بالا ہے۔ ہم گھر سے پگ باندھ کر آتے ہیں کہ ہم ایوان بالا کے اراکین ہیں اور یہاں پر ہمارا یہ حشر ہے کہ کوئی بھی ہماری نہیں سنتا ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں۔ شکر ہے کہ منسٹر صاحب آ گئے ہیں، ان کے لیے میرے خیال میں ڈسک بجانے چاہییں کیونکہ رانا ثناء اللہ صاحب آ گئے ہیں۔ دیر کردی مہرباں آتے آتے۔

جناب چیئرمین: ویسے grade-20 کے افسران بیٹھے ہیں، FBR and Finance سے بھی بیٹھے ہیں اور فنانس کمیٹی کے چیئرمین خود note کر رہے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب فنانس کمیٹی کے چیئرمین نے خود اپنی بے بسی کا اعلان کیا ہے کہ میری کوئی نہیں مانتا ہے، یہ بات آپ ان سے سن لیں۔ جناب یہ سچ نہیں بولتے ہیں، باہر آ کر بولتے ہیں کہ ہماری اس حکومت میں ذرا برابر بھی نہیں چلتی، پھر فنانس کمیٹی کے چیئرمین ہونے کا کیا فائدہ؟ جناب اگر ہم سچ نہیں بولیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ملک کا بیڑہ غرق کریں گے اور اگر اسی طرح سے جھوٹ بولتے رہے تو اس طرح کام نہیں چلے گا۔ میں بجٹ کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ اپوزیشن کی جانب سے کہا گیا کہ غریب دشمن بجٹ ہے اور حکومت کی جانب سے کہا گیا کہ غریب دوست بجٹ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کہیں کہ دشمن بجٹ ہے تو بھی غلط ہے اور اگر دوست بجٹ کہوں تو بھی غلط ہو گا۔ ہم ایسی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں کہ عوام کو کوئی relief نہیں دے سکتے ہیں۔ Honestly میں اپنے اوپر لیتا ہوں کہ بجٹ کی کتابوں کا اتنا بڑا پلندہ کیا میں انہیں چودہ روز میں پڑھ سکتا ہوں اور جو بحث کی جاتی ہے اور ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں بجٹ پر بڑا عبور حاصل ہے۔ جناب میں کسی اور کا نہیں کہتا ہوں بلکہ میں اپنے بارے میں کہتا ہوں کہ میں نالائق ترین ہوں کیونکہ میں نے ایک فیصد بھی یہ کتابیں نہیں پڑھی ہیں، میں اپنے اوپر لیتا ہوں کسی دوسرے کو نہیں کہتا ہوں۔

جناب ہمیں اتنی بڑی کتابیں دی جاتی ہیں، یہ سارا bureaucratic budget ہے، کوئی عوامی بجٹ نہیں ہوتا ہے، جو بیوروکریسی چاہتی ہے، جو ان کو dictation ملتی ہے وہی ہوتا ہے۔ مجھے بہت ہی ہنسی آتی ہے کہ ہم اس ٹھنڈے ماحول میں بیٹھ کر، لمبی چوڑی Mercidise and Audi گاڑیوں میں آ کر ہم غریبوں کے بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اور ان کے لیے ہم تجاویز دے رہے ہیں۔ جناب غالب

کا شعر ہے کہ شرم تم کو مگر آتی نہیں۔ ہمیں آتی نہیں ہے جناب۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا یہ میری تجویز ہے کہ جب بجٹ پیش ہو اور جو بجٹ پیش کرنے والے ہیں اور ہم Parliamentarians ہمیں بجٹ کہاں پیش کرنا چاہیے، آپ کو پتا ہے، آپ چلیں بلوچستان کے ضلع کیچ میں چلیں جہاں ابھی بھی 50 ڈگری کی گرمی ہے، آپ چاغی کے ریگستانی علاقے میں چلیں، جہاں پر ابھی بھی 52 سنٹی گریڈ کی گرمی پڑ رہی ہے۔ آپ سبی چلیں جہاں انتہا کی گرمی ہے، سبی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دوزخ جتنی گرمی سبی میں پڑتی ہے۔ اس گرمی کی حالت میں وہاں پر 18-18 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے، وہاں چل کر آپ بجٹ پیش کریں پھر میں کہوں گا کہ ہاں یہ غریب عوام دوست بجٹ ہے یا کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اور آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہو گی کہ بلوچستان کے ترقیاتی بجٹ سے 60 ارب کے قریب کٹوتی کی گئی ہے اور وفاق کو یہ پیسے دیے گئے ہیں۔ جناب بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پورے ملک کا آدھے سے بھی زیادہ ہے اگر ہم بلوچستان کا سمندری علاقے کو بھی count کریں تو صرف بلوچستان پاکستان کا ساٹھ فیصد رقبہ بنتا ہے اور اس کا ترقیاتی بجٹ شاید آپ کے علم میں نہ ہو، وہ صرف 250 ارب ہے، یہ بلوچستان کا ٹوٹل ترقیاتی بجٹ ہے جو کہ لاہور شہر کے بجٹ سے بھی کم ہے، اس میں سے بھی ساٹھ ارب کی کٹوتی کی گئی ہے، یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے کہ بلوچستان کے لوگ ایک عذاب سے گزر رہے ہیں، وہاں دہشت گردی ہے، وہاں کے لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے مگر بلوچستان کے ساتھ اگر وفاق بھی ایسا کرے تو ہم کہاں جائیں۔

جناب کہتے ہیں کہ بلوچستان میں لوگ smuggling کرتے ہیں، پٹرول لاتے ہیں۔ جناب کیا بلوچستان کے لوگ ناگ ہیں جو مٹی کھائیں گے۔ لازمی ہے کہ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کچھ کریں گے، جناب میں ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ شاید لگتا ہے کہ پٹرول لانا اور smuggling کرنا بہت آسان کام ہے۔ جناب یہ اتنا مشکل کام ہے، آپ یقین جانیں کہ ہمارے لوگ جب اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ایران کے بارڈر سے پٹرول لاتے ہیں انہیں کن کن مشکلات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور تو اور جب accident ہوا ہے اور پٹرول کی وجہ سے گاڑی میں آگ لگ گئی تو کئی لوگ زندہ جل کر کوئلہ بن گئے تھے۔ کون چاہے گا کہ اتنا مشکل کام کرے مگر کیا کریں کہ یہ ان سے مجبوری، بھوک اور غربت کراتی ہے۔ حکومت وہاں پر توجہ دے اور اسی چیز کو legalise کرے۔ رانا ثناء اللہ صاحب سے میری استدعا ہے کہ آپ اٹھیں، آپ نے تو ہمیشہ حق اور سچ کی بات کی ہے، آپ کہیں کہ بلوچستان کے لوگوں کو روزگار کے لیے boarder trade کے حوالے سے legalise کیا جائے اور انہیں باعزت روزگار دیا جائے۔ جناب ایسا نہ ہو کہ boarder trade کھول دیا جائے اور وہاں پر سندھ، پنجاب اور

خیبر پختونخوا کے لوگ جا کر فائدہ اٹھائیں۔ اس طرح سے boarder trade کی جائے کہ وہاں کے غریب، جن کے پاؤں میں چپل نہیں ہے انہیں روزگار ملے تب یہ کامیاب ہو گا۔

جناب چیئرمین! اسی طرح سے میں نے تجویز دی تھی کہ اگر بلوچستان کے بارڈر کے لوگوں کو allow کیا جائے کہ وہ ایران سے پٹرول لائیں اور حکومت سے میں نے کہا کہ وہ ان سے tax levy لیتے ہیں، وہ باقاعدگی سے قبول کرکے tax levy دیں گے جس سے پاکستان کے خزانے کو بھی فائدہ ہوگا، وہاں کے لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا اور انہیں روزگار بھی ملے گا۔

جناب چیئرمین! میرے دوستوں نے کہا کہ پنجاب سندھ کا پانی چوری کر رہا ہے، قومی اسمبلی میں بھی کہا گیا اور یہاں بھی کہا گیا، ہمارے دوستوں نے کہا کہ پنجاب پانی چوری کر رہا ہے۔ جناب میں کو اعداد و شمار دیتا ہوں۔ 1991 Water Accord کے مطابق پنجاب کا حصہ 55.94 mmf تھا، سندھ کا 48.76 mmf تھا، خیبر پختونخوا کا 8.78 تھا اور بلوچستان مسکین کا 3.87 جو کہ ٹوٹل پانی کا 3.3% بنتا ہے۔ جناب آپ کو حیرانگی ہو گی کہ بلوچستان کا جو تین فیصد پانی ہے وہ بلوچستان کے نصیر آباد ڈویژن کو سیراب کرتا ہے، وہاں کے لوگوں کو روزگار مہیا کرتا ہے، وہاں لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں اس وجہ سے وہاں پر جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور مجھے سخت افسوس ہوتا ہے کہ جہاں سندھ پنجاب پر الزام لگاتا ہے۔

آگے جاری۔۔۔(T-10)

T10-16Jun2026 Mariam Arshad/Ed:Mubashir 02:20 p.m.

سینیٹر دنیش کمار: (جاری۔۔۔۔) جہاں سندھ پنجاب پر الزام لگاتا ہے۔ ہم بلوچستان کے لوگ سندھ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہمارا پانی چوری کر رہا ہے۔ ہمیں 3.3% پانی بھی نہیں مل رہا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے معزز floor پر کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اس کا آدھا پانی مل رہا ہے جو کہ ہمارے ساتھ ظلم ہے، ہماری عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ ہمارے ساتھ کفن چوری والا معاملہ ہے، کفن چوری تو ٹھیک ہے، ایک کفن چور تھا جو کفن چوری کرتا تھا۔ اس کا بیٹا کفن تو چوری کرتا تھا (***)[1]۔

Mr. Chairman: Expunged.

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! آپ بلکل expunge کر دیں مگر میں نے اپنی بات کی ہے۔

---

[1] *[Words expunged as ordered by the Chair]*

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

جناب چیئرمین! آپ کے expunge کرنے سے حقیقت نہیں چھپے گی۔

Mr. Chairman: Senator Danesh Kumar, now try to wind up.

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! آپ سے ہاتھ جوڑ کر گزارش ہے کہ جس طرح سے بلوچستان کے لوگوں کو ہمیشہ نظرانداز کرتے ہیں، آپ نظرانداز نہ کریں۔ آپ سید محترم ہیں، میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں تھوڑا سا رحم کریں۔

جناب چیئرمین: وقت زیادہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: پانچ منٹ اگر بلوچستان کو سن لیں گے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آج یہاں پر ہمارے دوستوں نے بھی کہا۔ مجھے بہت زیادہ حیرانگی ہے میں کافی سالوں سے دیکھ رہا ہوں کہ پاکستان کا آدھا بجٹ سود کی نذر ہو رہا ہے۔ میں جب قرآن پاک کی آیات quote کرتا ہوں، فتویٰ تو نہیں آتا، میں حقیقت بتاتا ہوں۔ قرآن شریف کی آیات کے ذریعے حقیقت بتاتا ہوں۔ سورت البقرۃ آیت نمبر ۲۷۵ میں 'جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جیسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ پاگل بنا دیتا ہے وہ اس طرح سے کھڑے ہوں گے۔ سورت البقرۃ آیت نمبر ۲۷۸، ۲۷۹ میں 'اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔'

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے جو مسلم ہیں ان کے افعال ایسے ہیں تو میں کیسے اسلام قبول کروں۔ بٹ صاحب آپ کی (ن) لیگ کی حکومت ہے، آپ اسلامی بن جائیں میں اسلام قبول کر لوں گا۔

Mr. Chairman: One more minute.

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! صحیح مسلم میں حدیث ہے، حدیث نمبر ۱۵۹۸ 'حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔' ہم اپنے بجٹ کا 50% حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ میں دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے لیے شرم کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! آخری بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ کوئی شعر پڑھ لیں۔

سینیٹر دنیش کمار: شعر و شعری میں تو کچھ نہیں ہے میں حقیقت پسند ہوں، منافقت والا کام نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: Wind up پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! اتنا خوب صورت موضوع چل رہا ہے میں اتنی تجاویز دے رہا ہوں۔ اس موقع پر میں آخری بات کروں گا Islamabad Declaration ہوا ہے اگر اس کی تعریف نہ کی جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ زیادتی ہو گی۔ Islamabad Declaration کے لیے پاکستان کی پوری عوام مبارک باد کی مستحق ہے۔ آپ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں، ہمارے وزیر اعظم، ہمارے صدر، پوری قوم، تمام پارٹیاں۔ PTI بھی مبارک باد کی مستحق ہے، PPP,JUI, BAAP تمام پارٹیاں مبارک باد کی مستحق ہیں۔ جس انداز سے، جس طریقے سے پوری دنیا میں ہمارا نام بلند ہوا ہے، پاکستانی قوم کا نام بلند ہوا ہے۔ باحیثیت غیر مسلم میرا سر فخر سے اونچا ہو گیا ہے، میری ناک اونچی ہو گئی ہے۔ پاکستان کو دشمن ممالک بدنام کیا کرتے تھے اور آج دیکھیں کہ پوری دنیا میں پاکستان کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہر جگہ پاکستان کو امن پسند ملک کے حوالے سے اور پاکستان نے پوری دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے بچایا ہے۔ یہ سب کس کی وجہ سے ہوا ہے اگر ہم اس شخص کا نام نہ لیں تب بھی منافقت ہو گی۔ یہ آپ کے سید برادری کے فیلڈ مارشل سید آصف منیر کی وجہ سے ہوا ہے۔ ان کی وجہ سے یہ ہوا ہے، آج سے چودہ سو سال پہلے اہل بیت کی خدمت کی مجھے معلوم ہے کہ سید آصف منیر صاحب کے ساتھ کوئی غیبی طاقت ہے جس نے یہ ناممکن کام ممکن کرکے دکھایا ہے۔ میں ان کو salute پیش کرتا ہوں۔ یہ PTI والے دوست ہنس رہے ہیں، یہ جب بیٹھتے ہیں ہم سے زیادہ سید آصف منیر صاحب کی تعریفیں کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: I, now give the floor to Senator Zeeshan Khanzda. I am following the list.

Senator Zeeshan Khanzda

سینیٹر ذیشان خان زادہ: عربی۔۔۔

سینیٹر ذیشان خان زادہ: جناب چیئرمین ! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

(اس موقع پر سینیٹر محمد عبدالقادر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینیٹر ذیشان خان زادہ: جناب پریذائیڈنگ آفیسر ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے تقریر میں دو منٹ اور بڑھ گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑھ گئے ہیں جی۔ ڈھائی منٹ بڑھ گئے ہیں، تین منٹ بڑھ گئے ہیں اور حکم کریں۔

سینیٹر ذیشان خان زادہ: جناب پریذائیڈنگ آفیسر ! میں آج اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ محسوس کر رہا ہوں کہ پچھلے چار پانچ سالوں سے کیونکہ اب یہ میرا آخری سال ہے۔ چار پانچ سالوں سے جب بھی ہم نے بجٹ کی تقاریر کی ہیں تو ایک ہی چیز سامنے آئی ہے۔ جب ہم حکومت میں تھے، ہم اپنی حکومت کے دور میں economy کی تعریفیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوا اور opposition criticism کرتی تھی۔ اب وہ چیز ہم کر رہے ہیں، ہم criticism کر رہے ہیں، وہ تعریف کر رہے ہیں حالانکہ ہمارے حساب سے یا جو یہاں باتیں ہو رہی ہیں۔ PPP کے members بھی جو بات کر رہے ہیں اس بجٹ میں تعریف کرنے کو ایسا کچھ ہے نہیں یا جو حالات ہیں آج کل کی معیشت کے۔ میں نے سوچا ہے کہ آج میں صرف تنقید نہیں کروں گا۔ میں تھوڑا پیچھے جاتا ہوں اور جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں جو مجھے لگتا ہے جو میں نے خود دیکھا ہے پرویز مشرف صاحب کے وقت سے ہم دیکھ رہے ہیں یہ ساری چیزیں ہماری economy کے جو حالات ہیں وہ دن بہ دن خراب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ بے شک جو بھی steps لیے گئے ہیں اور اس وقت جنگ کی صورت حال تھی۔ ملک میں پیسا بہت آ رہا تھا لیکن revenue پر کوئی کام نہیں ہوا۔ Expenditure بہت زیادہ تھا اور infrastructure پر بہت پیسہ لگا۔ جب ان کی حکومت ختم ہوئی اور PPP کی حکومت آئی تو خزانے میں پیسے کم تھے کیونکہ revenue میں کام نہیں ہوا تھا۔ Load shedding کا مسئلہ آیا کیونکہ بجلی پر کام نہیں ہوا تھا۔ مشرف صاحب کے وقت میں کچھ اچھی چیزیں بھی ہوئی تھیں، women powerment کے لیے کام ہوا تھا۔ PPP نے اپنے وقت میں اچھے کام کیے Income Support Programme start کیا۔ Exports related چھوٹا موٹا کام کیا، 18th Amendment لے کر آئے لیکن آخر میں وہی ہوا کیونکہ revenue پر کام نہیں ہوا تھا تو خزانہ خالی تھا اور پھر IMF کے پاس جانا پڑا۔

(جاری-----T11)

سینیٹر ذیشان خان زادہ: (جاری۔۔۔۔) اور پھر IMF کے پاس جانا پڑا، وہ شاید اس وقت کا سب سے بڑا IMF programme تھا۔ اس کے بعد مسلم لیگ (ن) آئی اسے وہی مسائل ملے، load shedding, power sector کے مسائل۔ مسلم لیگ (ن) نے اپنے وقت میں اچھے کام کیے ہوں گے، انہوں نے گوادر میں کام کیا، یہ اچھی بات ہے۔ اس لیے revenue پر تھوڑا کام شروع ہو گیا کیونکہ اس وقت IMF کا pressure آنا شروع ہو گیا تھا لیکن اس وقت load shedding کا مسئلہ اتنا زیادہ تھا، انہوں نے ایک step لیا جس کی وجہ سے آج بھی ہمارا power sector recover نہیں کر پارہا، وہ coal and LNG projects ہیں کیونکہ اپنی حکومت کے دوران انہیں کوئی short term solution چاہیے تھی تاکہ وہ load shedding کو ختم کر سکیں جس کی وجہ سے PTI کو vote bank کا بڑا نقصان ہوا تھا۔ جناب والا! میں اس تاریخ میں اسی لیے گیا ہوں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ جب بھی بجٹ آتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ taxes لگائیں، revenue بڑھائیں لیکن جب باقی سال گزر رہا ہوتا ہے تو اس پر کوئی بات نہیں ہوتی، کوئی یہ نہیں کہتا کہ tax کا کیا حال ہے یا ہم نے tax base کے ساتھ کیا کیا ہے، ہم اُس دوران صرف projects پر projects کے متعلق سوچ رہے ہوتے ہیں۔

جناب والا! PTI کا دورِ حکومت آیا اور پہلی مرتبہ revenue پر اس لیے کام ہوا، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آج صرف PTI کے دور کی تعریف کروں گا لیکن پہلی مرتبہ ایک trade policy بنی جس کی وجہ سے ہماری imports control ہوئیں، ہماری exports بڑھیں، taxes بھی آئے اور revenue بڑھا۔ اس وقت عمران خان صاحب نے کچھ دوسرے steps لیے تھے جو economy کو improve کرنے کے لیے تھے، انہوں نے آتے ہی دس ڈیموں کا اعلان کیا، Roshan Digital Account جس کی آج بھی لوگ تعریف کرتے ہیں۔ Ehsas Programme دنیا میں آج بھی نمبر چار پر ہے۔ جس طرح CORONA کو deal کیا گیا، وہ بھی سب کو معلوم ہے، میں اسے repeat نہیں کرنا چاہتا، Bill Gates اس ملک میں آکر عمران خان صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیسے اپنے لوگوں اور اپنی معیشت کو بچایا۔ صحت کارڈ جو ابھی بھی دنیا کا top health programme ہے، Billion Tree Tsunami کی وجہ سے پاکستان climate change کے حوالے سے کہیں نقشے پر آیا، لوگوں نے پوچھا کہ ہاں پاکستان بھی کچھ کر رہا ہے، آپ اس کا جتنا بھی مذاق اڑائیں لیکن Billion Tree Tsunami کی وجہ سے لوگ آج پاکستان کو توجہ دیتے ہیں۔

جناب والا! آج ہم جس موڑ پر کھڑے ہیں اور معیشت کے جو حالات ہیں، اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حکومت نے اپنا ایک کردار کیا اور جو peace deal agreement ہوا، میں اس کو سراہتا ہوں۔ یہ پاکستان کے لیے اچھی بات ہے، میں اسے تسلیم کرتا ہوں، حکومت کا پاکستان کے لیے یہ اچھا اقدام ہے لیکن کیا آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ معیشت کے جو حالات ہیں، کم از کم اس پر لوگوں کو تو بتائیں کہ اس ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، آپ کیوں economic survey اور ایسی چیزیں دیتے ہیں کہ جس میں GDP figures لوگوں کو سمجھ نہیں آتے کہ کیسے GDP بڑھ گئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ figure fudge ہوئے ہیں، عوام دیکھتے ہیں کہ gross root level پر کیا ہو رہا ہے، industries بند ہیں، unemployment زیادہ ہے، لوگ ملک سے بھاگ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری GDP growth ہے۔ ہمیں وہ GDP growth اسی لیے دکھائی دیتی ہے کہ وہ سارے sectors جو ہمارے tax net میں نہیں ہیں، وہ ہمیں دکھائے جاتے ہیں کہ یہ بڑھ گیا ہے، اسے verify کرنے کے لیے ہمارے پاس تو کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ وہ tax net میں نہیں ہے۔ اس میں large scale manufacturing, ہے جس میں 6% دکھایا گیا کہ وہ بڑھ گیا ہے، manufacturing sector اس میں petroleum products زیادہ import ہوئی ہیں اور food products, oil اور گھی وغیرہ import ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے اس میں growth آئی ہے، اس سے ہماری local industry کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسی طرح agriculture میں کوئی taxation نہیں ہے، آپ agriculture کو بڑھا چڑھا کر دکھا دیں، livestock کو بڑھا چڑھا کر دکھا دیں۔

جناب والا! میں نے اس بجٹ کو پڑھ کر بہت سوچا کہ جیسے ہم ہمیشہ کرتے ہیں جو tax کم کیا گیا ہے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا، tax لگانے سے کیا نقصان ہوتا ہے، وہ ساری چیزیں۔ آج میں وہ بات نہیں کرتا، جتنے بھی یہ چھوٹے موٹے اقدامات کیے گئے ہیں، اس بجٹ میں فرق نہیں پڑا کیونکہ جس طرح میں نے آپ کو بتایا کہ ایک تاریخ ہے، ہمیشہ tax لگتا ہے اور tax ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ہم نے اس ملک کے لیے کچھ کرنا ہے ہمیں private sector کو properly confidence میں لینا پڑے گا اور وہ ان چھوٹی موٹی چیزوں سے نہیں ہوتا، ان کو incentives نہیں چاہییں، انہیں confidence چاہیے اور یہ confidence کہاں سے آتا ہے، اب اگر میں یہ کہوں گا کہ rule of law تو یہ کہیں گے کہ یہ عمران خان کا آدمی ہے، اسی لیے rule of law کی بات کرتا ہے، جناب! میں اس لیے rule of law کہتا ہوں کہ اگر یہ عمران خان کے لیے نہیں ہے تو کم از کم اپنے investors اور کاروباری لوگوں کو تو دیں، انہیں confidence دیں۔ ہمارے ملک میں taxation اسی لیے کامیاب نہیں ہے کہ یہاں کوئی بڑی companies ہی نہیں ہیں، large scale manufacturing and

services ہمارے ہاں کہاں ہیں؟ اگر امریکہ آج اتنی بڑی economy ہے، یہ نہیں کہ ان کا tax percentage کوئی زیادہ ہے لیکن دنیا کی سب سے بڑی companies America میں ہیں اور ان کا tax America کے خزانے میں جاتا ہے۔ دنیا کی 500 fortune companies میں ایک بھی company پاکستان کی نہیں ہے اور population کے حوالے سے ہم top ten میں آتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم نے اس ملک کوئی ایسا تحفہ دینا ہو کہ investor آ کر یہاں invest کرے اور اسے یہ فکر نہ ہو کہ میں نے SIFC کے پاس جانا ہے، میں نے وزیراعظم کے پاس جانا ہے، کسی وزیر کے پاس جانا ہے، کسی جنرل کے پاس جانا ہے، انہیں یہ معلوم ہو کہ یہ قانون ہے، میں اس framework کے اندر invest کروں گا، مجھے protection ملے گی، تب وہ آئے گا۔ بڑی بڑی economies والے ممالک میں قانون ہے، وہاں دوسری چیز long term planning ہے، قانون آپ نے دیا، آپ نے policy دی، ہمارے ہاں بھی policy دی جاتی ہے، اڑان پاکستان کے ذریعے لیکن اسے کون مانتا ہے اور کون اس policy کے اندر invest کرنا چاہتا ہے کیونکہ عملاً تو اس میں کچھ نہیں ہے۔

جناب والا! ہم کہتے ہیں ہمارا debt بہت اوپر جا رہا ہے اور اس مرتبہ انہوں نے بتایا ہے کہ debt ratio کم ہو گئی ہے۔ ہم نے debt ratio کم نہیں کرنا، ہم نے اپنا tax ratio بڑھانا ہے، ہمارا tax to GDP ratio ہمیشہ سے وہی کا وہی رہا ہے۔ اگر ہم نے debt کا مسئلہ حل کرنا تو ہم نے اپنا tax ratio صحیح کرنا ہے تب جا کر ہم اپنا debt کم کر پائیں گے ورنہ اس طرح تو ہم انہی لوگوں کو دوبارہ tax کرکے، businesses کو کم کرکے اپنی industry کو نقصان دے رہے ہیں۔ ہم tax net بڑھائیں گے تو ہمارا tax ratio بڑھے گا۔ چوتھی چیز security دیں، اگر آپ industry کو سستی بجلی نہیں دے سکتے ہیں، آپ اگر services کو کوئی اور incentive نہیں دے سکتے ہیں تو کم از کم security دیں۔ میں خیبر پختونخوا کے حوالے سے خصوصی طور پر یہ کہوں گا کہ وہاں جو industry ہے، انہیں اس وقت سب سے بڑا یہ مسئلہ ہے۔ FATA and PATA کو security کی وجہ سے KP میں exemption دی گئی، آج وہ exemption ختم کر دی گئی ہے لیکن کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ عوام کو کیا اس exemption سے کوئی فائدہ ہوا ہے۔ اس کا basic مقصد یہ تھا کہ FATA and PATA کی youth کی further radicalization نہ ہو، وہ کسی کام میں مصروف ہو جائیں۔ اس پر تو کوئی survey نہیں ہے، کسی مقامی Deputy Commissioner سے کسی نے نہیں پوچھا لیکن ہمارے ہاں تو economists نہیں ہیں،

ہمارے ہاں accountants بجٹ بناتے ہیں۔ جناب والا! یہ جتنی بھی exemptions ہیں، انہیں تھوڑا thought process کا ہونا چاہیے، اس کو ایسے ہی شروع کرکے ختم نہیں کرنا چاہیے۔ (جاری ------T/12)

T12-16Jun2026 FAZAL/ED: Shakeel 02:40 pm

سینیٹر ذیشان خانزادہ: (جاری ہے ---) اس کو ایسے ہی شروع کرکے ختم نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے وقت کی کمی ہے، میں زیادہ بات نہیں کروں گا، آپ نے بھی مجھے کہا تھا لیکن ایک چیز کا افسوس ضرور ہوتا ہے کہ جب بھی بجٹ کے معاملات پر بات ہوتی ہے تو ہماری طرف سے recommendations تو دی جاتی ہیں لیکن بعد میں کبھی ہمیں بتایا نہیں جاتا کہ کس نے کیا recommendation دی اور اس کے تناظر میں کیا ہوا؟ ہمارا کوئی recommendation accept ہوا ہے یا نہیں؟ اور میں یہ اسی لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ شاید اب ہم committees کا حصہ نہیں ہیں اور یہ floor ہی ہے ہمارے پاس جس پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ اس لیے آپ اس کو ضرور دیکھیں کہ اس دفعہ ہماری recommendations جائیں، ان پر بات ہو اور ہمیں بتایا جائے کہ اس حوالے سے کیا ہوا۔

میری یہ چند گزارشات تھیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

اب مسرور صاحب نے speech کرنی ہے لیکن اس سے پہلے دو motions ہیں، صرف وہ لے لیتے ہیں۔

Yes, Senator Hidayatullah Khan, Chairman Standing Committee on National Heritage and Culture, may move Order No. 2

<u>Presentation of Report of Standing Committee on National Heritage and Culture on [The National Fund for Culture Heritage (Amendment) Bill, 2026]</u>

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

I, Senator Hidayatullah Khan, Chairman, Standing Committee on National Heritage and Culture, present report of the Committee on a Bill further to amend the National Fund for Culture Heritage Act, 1994 [The National Fund for Culture Heritage (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Presiding Officer: The report stands laid. Order No. 3. Senator Anusha Rahman Ahmed Khan, Chairperson, Standing Committee on Commerce, may move Order No. 3. Senator Bilal Ahmed Sahib, on behalf of Senator Anusha Rahman Ahmed Khan.

Presentation of Report of Standing Committee on Commerce on the subject matter of Starred Question No. 52, asked by Senator Shahadat Awan, on 7th April, 2026

Senator Bilal Ahmed Khan: I, Senator Bilal Ahmed Khan, on behalf of Senator Anusha Rahman Ahmed Khan Sahiba, Chairperson, Standing Committee on Commerce, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 52, regarding details of the properties owned by State Life Insurance Corporation (SLIC), asked by Senator Shahadat Awan, on 7th April, 2026.

Mr. Presiding Officer: The report stands laid. Thank you.

جی مسرور احسن صاحب۔.please, it's your turn now

Further discussion on the Finance Bill 2026-27

Senator Syed Masroor Ahsan

سینیٹر سید مسرور احسن: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے آتا ہوں اور سب سے آخر میں باری ملتی ہے لیکن اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بجٹ پر تقریر سب کی ہو رہی ہے، پارلیمانی لیڈروں نے بھی تقریر کر دی ہے لیکن میں اس بجٹ کو تو سمجھتا ہوں کیونکہ یہ 25واں، 26واں پتا نہیں کون سا IMFکا بجٹ ہے اور ہر دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ آئندہ یہ بجٹ دوبارہ نہیں آئے گا۔ ہمارا پڑوسی ملک جو ہمارے ملک میں proxy war لڑ رہا ہے، انڈیا، صرف 1991 میں ایک دفعہ انہوں نے IMFسے بجٹ لیا تھا اور اس کے بعد نہیں لیا۔ ہمارے پاس کون سی ایسی گیدڑ سنگھی ہے جو ہم گھماتے رہتے ہیں؟ وہ کون سے IMFکے لوگ ہیں جو ہمیں گھماتے رہتے ہیں کہ بس آپ ہمارے پاس آئیں؟

ہم سیاسی لوگوں کی بھی غلطیاں ہیں اور میں آج صرف ان لوگوں کی نمائندگی کرنے کے لیے اس بجٹ تقریر کے لیے کھڑا ہوا ہوں جن کا اس بجٹ میں ذکر نہیں ہے۔ یعنی ہمارے ملک کی 44.7 فیصد آبادی انتہائی محتاط اندازے کے مطابق غربت کی لکیر سے نیچے ہے۔ 7 فیصد بے روزگاری ہے جس میں 15 سے 35 سال عمر کے نوجوان سب سے زیادہ متاثر ہیں جبکہ 15 سے 24 سال کے عمر کے 44 فیصد ملازمت کے متلاشی

ہیں۔ خواتین کی بے روزگاری مردوں سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں 71.8 ملین گھریلو لیبر فورس کے ساتھ عالمی دنیا میں چھٹی بڑی افرادی قوت ہے۔ ہر سال 20 لاکھ نوجوان پاکستان کی labour market میں داخل ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستان میں غذائیت سے محروم مائیں جب بچے کو جنم دیتی ہیں تو وہ 3 لاکھ 33 ہزار کا مقروض پیدا ہوتا ہے۔ میں ان کی نمائندگی کر رہا ہوں اور میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ جبکہ World Bank جن سے آپ امداد لیتے ہیں، جن سے آپ بھیک مانگتے ہیں، ان کی report ہے کہ 10 فیصد امیر طبقہ پاکستان کی کل دولت کا 40 فیصد اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے جبکہ اکثریت کے پاس دولت کا صرف 13 فیصد ہے۔ باقی 47 فیصد دولت کس کے پاس ہے؟ آؤ سیاسی لوگوں! ان 47 فیصد دولت والوں کو تلاش کرو جنہوں نے یہ دولت چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ ہم آپس میں لڑتے رہتے ہیں کہ یہ IMF کا بجٹ ہے، یہ انہوں نے دے دیا، وہ انہوں نے دے دیا۔ بھائی حکومتیں تو سب کی آئی ہیں۔ آپ کی بھی آئی ہے، ہماری بھی آئی ہے۔ بجٹ تو وہی پیش کرتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے پر صرف تنقید کرتے ہیں، ہم لڑتے رہتے ہیں۔ ہمیں کم از کم سیاسی لوگوں کو متحد ہو کر ان محروم لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے آواز اٹھانی چاہیے۔

میں فخریہ کہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی، جس سے میرا تعلق ہے، ہمیشہ انہی لوگوں کی نمائندگی کرتی ہے اور انہی کی نمائندگی کرتے ہوئے میرے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا گیا، انہی کی نمائندگی کرتے ہوئے محترمہ بینظیر بھٹو شہید رانی کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ ہم اب سنبھل گئے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سیاسی لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے، میثاق جمہوریت بھی کرتے رہیں گے، کچھ لوگ میثاق جمہوریت سے باہر رہیں گے اور ملک کے غریب عوام پستے رہیں گے۔ جب کوئی مرتا ہے تو قبر پر پوچھا جاتا ہے کہ کسی کا قرضہ ہے تو معاف کرتے ہو یا نہیں؟ میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ یہاں تو جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو 3 لاکھ 33 ہزار کا قرض لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا قرضہ کون معاف کرے گا؟ مولانا صاحب بتائیے گا، ریاست معاف کرے گی؟ اعلان کر دیں نا کہ سب بچوں کا قرض معاف ہو گیا۔ تو بھائی، میں یہ دیکھتا ہوں کہ اچھی چیزیں بھی ہوتی ہیں اور خراب چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ ہمارا پاکستان بہت زرخیز ہے۔ ہمارے پاس سینڈک ہے، ہمارے پاس mines ہیں، ہمارے پاس زرعی زمینیں ہیں، ہمارے پاس ریکوڈک ہے، ہمارے پاس محنتی نوجوان ہیں لیکن کام لینے والے نہیں ہیں، policy makers نہیں ہیں۔ ہم تو World Bank کی ان ہدایات پر عمل کرتے ہیں کہ غریبوں پر بجلی کا ٹیکس کیسے لگایا جائے، ہم تو ان ہدایات پر عمل کرتے ہیں کہ مجبوروں کو کس طرح مارا جائے۔ بھائی World Bank ہی تو کہتا ہے کہ اپنے غیر ضروری اخراجات کم کرو، کب سے کہہ رہا ہے؟ 2022

سے کہہ رہا ہے مگر ہم تو ان پر عمل نہیں کرتے۔ ہم World Bank کی ان باتوں کو نہیں مانتے۔ ہاں، اگر World Bank کہے کہ بجلی کی قیمتیں بڑھاؤ، IPPs کو دو، capacity charges دو، لوگوں کو لوٹو اور ان پر مزید ٹیکس لگاؤ تو ان پر عمل ہو جاتا ہے۔ یہ کون سا مذاق ہے؟

(جاری ہے۔۔۔۔T13)

T13-16Jun2026 Rafaqat Waheed/Ed: Mubashir

سینیٹر سید مسرور احسن: (جاری) یہ کون سا مذاق ہے، کیا سلسلہ ہو رہا ہے؟

میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ کراچی تین کروڑ کی آبادی کا شہر ہے۔ سندھ کا ایک ایسا شہر جس میں دو sea ports ہیں۔ اس میں سے ایک پورٹ قاسم ہے جس کو ذوالفقار علی بھٹو شہید نے بنایا تھا۔ کراچی میں دو sea ports ہیں لیکن ہم پانی سے محروم ہیں۔ ذرا سنیے پانی کا K-IV کا منصوبہ، 650 MGD water کی اسکیم منظور ہوئی۔ کب؟ 2014 میں final ہوئی۔ 25 ارب تھے، یہ 171 ارب تک یعنی 583 فیصد بڑھ گیا۔ کون ذمہ دار ہے؟ کسی کو سزا دی گئی، کسی سے پوچھا گیا؟ سب کی حکومتیں آئیں، کسی سے پوچھا۔ غریب پر ٹیکس لگا دو۔ غریب solar لگاتا ہے، اس پر بھی لگا دو۔ نیٹ میٹرنگ اور پتا نہیں کیا کیا شروع ہو گیا ہے۔ اس کا افتتاح تین دفعہ ہوا ہے۔ اتفاق سے افتتاح کی ایک تقریب میں، میں بھی تھا۔ یہ 9 جون، 2015 کو ایک دفعہ ہوا۔ پھر 2016 میں ہوا۔ پھر 2023 میں ہوا۔ وزیر اعظم پاکستان، جناب شہباز شریف صاحب جن کی میں عزت کرتا ہوں اور واقعی وہ کام کرتے ہیں اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ میرے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس دن ان سے کہا تھا جناب اسپیڈ پرائم منسٹر! K-IV کے اس منصوبے کو speed کے ساتھ پورا کریں۔ بات یہ ہے کہ 2023 سے آج 2026 آگیا ہے، speed نظر نہیں آتی۔

ابھی اس بجٹ میں 10 ارب ہے اور کہتے ہیں 2028 میں یہ منصوبہ مکمل ہو گا تو بتائیے، پانی تو ہر ایک کی ضرورت ہے۔ پانی کے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا۔ میں پانچ منٹ بات کر رہا ہوں، مجھے پانی کی ضرورت ہے لیکن یہ منصوبہ کیسے مکمل ہو گا۔ اس میں آپ کو پتا ہے کہ یہ ساری پائپ لائن 98 کلومیٹر ہے جس میں سے ابھی صرف 2.7 کلومیٹر بنی ہے، باقی 95 کلومیٹر کیسے ہو گی؟ کتنا بڑا منصوبہ ہے۔ ہم ابھی وفاق سے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، میں تمام صوبوں کے رہنے والے انسانوں کا احترام کرتا ہوں اور لفظ چور اور بدمعاش میں نہیں کہتا۔ یہ لفظ تہذیب کے خلاف ہیں، میں سب کی عزت کرتا ہوں، میں پنجاب کے لوگوں کی بھی عزت کرتا ہوں، میں سندھ کے لوگوں کی بھی عزت کرتا ہوں، بلوچستان اور پختون لوگوں کی بھی عزت کرتا ہوں لیکن وفاق ہمارے کراچی کے لیے کیا دے رہا ہے؟ میں نے آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دی۔

ایک سال پہلے وفاق کے وزیر جنید صاحب کراچی آئے۔ انہوں نے کہا ہم کراچی کورنگی میں آپ کو 100 ایکڑ پر sea food processing zone بنا کر دیں گے لیکن کیا ہوا؟ ابھی تک حتیٰ کہ اس بجٹ میں اور اس PSDP میں، میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ وہ export processing zone کہاں ہے جبکہ آپ خود مانتے ہیں کہ اس سال fishery سے آپ کی exports, 500 million dollars کی ہوئیں جبکہ آپ خود مانتے ہیں کہ روس نے آپ کے لیے راستے کھول دیے ہیں اور پاکستان کی 16 تجارتی کمپنیوں کو جو فشری کا کاروبار کرتی ہیں، اجازت دی ہے۔ پھر وزیر صاحب نے کہا تھا کہ 100 ایکڑ جو sea food export processing zone ہوگا، یہ ایک ارب روپے سے بنے گا۔ مجھے تو PSDP میں کہیں نہیں دکھائی دے رہا یا پھر میری آنکھوں کا آپریشن کرایا ہے تو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اس لیے کہ اب آنکھیں یاد آرہی ہیں، آنکھوں میں ڈالنے والی دوائی اور drops تین سو روپے سے شروع ہوئے، دو مہینوں میں سترہ سو کے ہوگئے ہیں۔ کیا ہے، کیسے ہوگا؟ ڈاکٹر صاحب آپ بتایئے گا۔ وہ drops تین سو سے سترہ سو روپے کا ہوگیا ہے، کیسے یہ ملک ترقی کرے گا؟

چین میں آج سے تیس سال پہلے، انہوں نے اندازہ لگایا کہ آٹھ سو ملین لوگ غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ انہوں نے ایسا انتظام کیا کہ آٹھ سو ملین لوگ غربت کی لکیر سے اوپر آگئے۔ پھر اس کے اوپر شاعر کہتا ہے:

چین اپنا یار ہے، اس پہ جاں نثار ہے
پر اس طرف نہ جائیو، اس طرف جو نظام ہے
اس کو دور سے سلام

چین ہی تو ہمارا دوست ہے، ہم دور سے اس کو سلام کہتے ہیں۔ للذا، کیسے ہوگا؟ جس کو ضرورت ہوتی ہے، وہ لوگوں کے لیے ضرور کرتا ہے۔ یہ فشری جو کہ KPT میں ہے، پورٹ قاسم میں ہے، جیونی میں ہے، پسنی میں ہے، مکران میں ہے، گوادر میں ہے، آپ اس کو کتنا export کرسکتے ہیں، اس سے کتنا کما سکتے ہیں۔ آپ کا ریٹ export کے بغیر اوپر نہیں جائے گا، یہ فضول باتیں ہیں۔ ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ سیالکوٹ میں اگر سرجیکل انڈسٹریز چل رہی ہیں، گوجرانوالہ میں لوہے کے چھوٹے موٹے کام کرنے والے قومی سرمایہ دار جو اپنے یہیں کے خام مال سے چیزیں بناتے ہیں اور باہر بھیجتے ہیں، فٹ بال بھیجتے ہیں، پاکستان اس طرح ترقی کرے گا۔ مقامی لوگوں کو، قومی سرمایہ داروں کو جب تک آپ آگے نہیں بڑھائیں گے، ملک ترقی نہیں کرے گا۔ باہر سے پیسا لانے والے باہر ہی لے جاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے تیرہ منٹ ہوگئے ہیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: تیرہ منٹ کیا، لوگوں نے بیس پچیس منٹ تقریر کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں نہیں، ایسے نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر سید مسرور احسن: میری بات بری لگ رہی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، بات تو آپ ٹھیک کر رہے ہوں گے لیکن باقی سب اسپیکرز کو بھی time دینا ہے، اس لیے تھوڑا مختصر کیں۔ بات یہ ہے کہ unlimited time تو نہیں دیا جاسکتا۔ مسرور صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: پاکستان میں سب سے اہم چیز، خوردنی تیل ہے۔ دو قسم کے تیل ہیں، ایک پیٹرول ڈیزل ہے جبکہ دوسرا کھانے والا تیل ہے۔ چونکہ اجارہ داروں نے باہر سے بڑی مقدار میں تیل یہاں لایا ہے، لہٰذا، مقامی خوردنی تیل کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں، آج پھر مجھے ذوالفقار علی بھٹو شہید یاد آتے ہیں، انہوں نے اپنے دور حکومت میں گھی کارپوریشن آف پاکستان بنائی۔ پھر اس کے بعد پاکستان نیشنل آئل سیڈ ڈویلپمنٹ پروجیکٹ بنایا تھا۔ ہم اس کے ذریعے بہترین طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے، میں جانتا ہوں، میٹنگوں میں بیٹھتا ہوں کہ پرائم منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ریسرچ لیبارٹری بناؤ اور اسکیموں میں رکھو۔ بہت ساری جگہوں پر ہے بھی لیکن بہاولپور میں ایک ریسرچ لیبارٹری تھی، اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ بہاولپور کی جننگ فیکٹری میں کام کرنے والے لوگ، وہاں کے سرمایہ دار، وہاں کے جاگیر دار جو جننگ فیکٹری لگاتے تھے، پتا نہیں کہاں سے اپنے معاملات چلاتے ہیں۔ کل عون صاحب نے کہا بھئی وہاں جو زرعی زمین تھی، جو کہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی زمین تھی، اس کو آپ نے جم خانہ کے لیے دے دیا جبکہ اس جگہ پر جو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے، ملتان میں یا بہاولپور میں، اس نے 22 seeds ریسرچ کے ذریعے متعارف کرائے تھے اور دنیا بھر میں اس کا نام ہوا تھا لیکن اب آپ اس کی زمین بھی ختم کر کے پتا نہیں کہاں لے جا رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسرور صاحب! بس wind up کریں، پلیز۔

سینیٹر سید مسرور احسن: بس تو سڑک پر چل رہی ہے، یہاں نہیں چل رہی۔ ایک اور بات، پاکستان میں ڈیری کی صنعت ہے۔

(T14 پر جاری ہے)

T14-16June2026 Abdul Razique/Ed: Waqas Khan 03:00 p.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسرور احسن صاحب، بس wind up کریں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: بس تو سڑک پر چل رہی ہے، یہاں نہیں چل رہی۔

سینیٹر سید مسرور احسن: اس کے بعد ڈیری کی صنعت پر آتے ہیں۔ پاکستان سالانہ 72.4 billion litres دودھ پیدا کرتا ہے۔ بھئی آپ یہ باتیں تھوڑی ہی سنیں گے بلکہ آپ کو تو کہیں گے کہ اتنا مال آ جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ابھی بس کریں اور اپنی تقریر ختم کریں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: کیوں بس کروں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا ٹھیک ہے۔ آپ بولیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: پاکستان سالانہ 72.4 billion litres دودھ پیدا کرتا ہے اور تقریباً پانچ سال سے کم عمر کے 38 فیصد بچے رکی ہوئی نشو نما سے متاثر ہیں۔ اگر روزانہ دو گلاس دودھ پئیں تو اس سے calcium بڑھتا ہے۔ زچگی کے دوران بھی دودھ مفید ہے لیکن ہم نے ڈیری کی صنعت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ بات یہ ہے کہ جب ہم اتنا زیادہ دودھ پیدا کرتے ہیں تو اس کا کوئی organized system ہی نہیں بنایا گیا ہے۔ دودھ ڈبوں میں ہوتا ہے اور جب ڈبوں میں ہوتا ہے تو آپ نے اس پر 18% sales tax لگا دیا ہے۔ دودھ کی جب اتنی زیادہ پیداوار ہے تو آپ یہ کام کریں کہ دیہاتوں میں پہلے اسے جمع کریں اور پھر اس کے لیے processing plant لگائیں اور cold chain لائیں تاکہ یہ ڈیری کی صنعت آگے بڑھے۔ یہ آپ کو export میں بھی مدد دے گی لیکن آپ نے اس پر 18% sales tax لگا دیا ہے۔ میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے ایک دفعہ اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی یاد دلاتا ہوں۔ Employees Old-age Benefit Institution یعنی EOBI یہ ایک ادارہ ہے جس کا اتنا مال اور جائیداد ہے کہ کوئی حساب ہی نہیں لیکن آپ لوگوں کو pension میں کیا دیتے ہیں۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے ہر شہری کو جو بالغ ہو یا شناختی کارڈ بنا چکا ہو، اسے اس میں داخل کرنا چاہیے اور اگر وہ کہیں کام کرتا ہو تو اس کے آجر و اجیر کا پیسا ملا کر حکومت اسے سبسڈی دے اور عام لوگوں کو بوقت ضرورت اس سے pension فراہم کرے۔ اس سے کچھ تو فائدہ ہوگا اور باقی ساری تو فضول باتیں ہیں۔ اگر میری کوئی بات بری لگی ہو تو میں تمام دوستوں سے معافی چاہتا ہوں۔ میں ایک political آدمی ہوں اور پاکستان کی ترقی کے لیے تمام سیاسی پارٹیوں کا اتحاد چاہتا ہوں، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر رانا ثناء اللہ صاحب، حکومت کے سارے benches خالی ہیں اور لوگوں کا interest بہت کم ہے۔ I, now, give the floor to Senator Dr. Mohammad Humayun Mohmand.

Senator Mohammad Humayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک و نعبد وایاک نستعین۔ شکریہ، جناب چیئرمین! Being a doctor میرا اپنا ایک ذہن ہوتا ہے کہ اگر آپ مریض کی صرف نبض اور signs and symptoms کو دیکھیں گے اور جو actual بیماری ہے، اس کا علاج نہیں کریں گے اور خالی ان کے basis پر علاج کریں گے تو کبھی مریض کو ٹھیک نہیں کر سکیں گے۔ Basically جو عطائی ڈاکٹر ہوتے ہیں جنہیں ہم quacks کہتے ہیں، یہ ان کا کام ہوتا ہے۔ آج اگر میں اس بجٹ کو دیکھوں اور اس میں جو باتیں ہیں، وہ دیکھوں تو میں اس کے پیچھے یہ چیز دیکھنا چاہتا ہوں کہ آخر پاکستان میں وہ کون سی چیز ہے جسے ہم ٹھیک نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے میں یہ دیکھنا چاہوں گا کہ problem کیا ہے۔ ہم سب کو پتا ہے کہ جو بجٹ کا purpose ہوتا ہے، میں اسے اگر دو الفاظ میں کہوں تو غریب کی غربت کو کم کرنا اور employment بڑھانا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ باقی وہ باتیں کہ وسائل کی تقسیم، classes میں difference کو ختم کرنا اور بنیادی سہولیات فراہم کرنا ساتھ، ساتھ چل رہی ہوتی ہیں لیکن آپ کا end purpose یہ ہوتا ہے کہ غربت کم ہو۔ جب ہم چین کی مثال دیتے ہیں تو یہی دیتے ہیں کہ اس نے اتنے لاکھ لوگوں کو غربت کی لکیر سے اوپر اٹھایا اور ہم اس کے برعکس کام کر رہے ہیں تو تھوڑا سا پتا کرتے ہیں کہ یہ کیا چیزیں ہیں۔ جب میں پاکستان کو دیکھتا ہوں تو مجھے پتا چلتا ہے اور یہ UNDP بھی بتاتا ہے کہ پاکستان ایک elite capture country ہے۔ اس میں corporate sector, feudal lords, political class and powerful establishment ہیں اور یہ پاکستان کے GDP میں 6 per cent contribute کرتی ہیں۔ اچھا اب ہم آگے جا کر highest receipt of privileges دیکھتے ہیں۔ یہ پاکستان کی richest 1 per cent کو ملتی ہیں اور یہ 6 per cent of the GDP لے جاتے ہیں۔ جو ہمارے feudal lords ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ UNDP کہہ رہا ہے کہ وہ 1.1 per cent ہیں لیکن تقریباً 24 per cent arable land کو control کرتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہم اس پر کوئی ٹیکس بھی نہیں لگاتے ہیں۔ یہ ایک اور کام بھی کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ agriculture پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ہم اپنی زمین lease بھی کرتے ہیں تو lease کرنے پر تو ٹیکس ہونا چاہیے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں پچھلے 75 سالوں سے land reforms نہیں ہوئے ہیں جو ہونے چاہئیں۔

پاکستان میں ایک اور سسٹم بھی ہے۔ لوگوں کو جو perks and privileges dole out ہونے ہوتے ہیں، جو elite class ہے، وہ یہ خود لے رہے ہوتے ہیں مطلب وہی لوگ جو دے رہے ہوتے ہیں، وہی receive بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ پاکستان کا ایک

بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پاکستان کا دوسراpowerful طبقہ جو Establishment ہے، انہیں access to land and tax exemptions ہیں.again which is not right اب جب ہم یہ دیکھیں کہ پاکستان میں یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے تو مجھے صرف اس کی ایک ہی وجہ نظر آتی ہے جو کہ نااہلی ہے۔ جو ہماری political class ہے، وہ نااہل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ بغیر struggle اور محنت کے اوپر آ گئے ہیں۔ پاکستان میں political merit کا process نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک بندہ سال اور چھ مہینے پہلے آتا ہے اور منسٹر بنتا ہے۔ جس نے الیکشن جیتا تھا، اسے ہٹا کر دوسرے کو لا کر بٹھا دیا جس نے الیکشن جیتا نہیں تھا اور Form-47 کی پہلی حکومت بن گئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ہم نے 1985 میں یہ دیکھا کہ بغیر political جماعتوں کے ایک سیاسی جماعت کو install کر دیا گیا جس کی شکل آج بھی چل رہی ہے۔ اس non-merit process میں ہوتا یہ ہے کہ جو decision-making ہوتی ہے، اس میں flaws آجاتے ہیں اور آپ کے سارے decisions غلط ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر جو نالائق حکومت ہوتی ہے، وہ یہ کہتی ہے کہ ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کے ملے داد کیونکہ انہوں نے اتنے غلط کام کیے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہم کر سکتے تھے اور مزید جو غلط کام نہیں کم از کم اس کی شاباشی تو دے دو۔ آپ کے جو وسائل ہیں، ان کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بعد عوامی اعتماد ختم ہوتا ہے اور جو ملازمین ہوتے ہیں، وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور ملک سے باہر جا رہے ہوتے ہیں۔ الغرض ہر چیز ہو جاتی ہے۔

اب ہم اس کا effect دیکھتے ہیں۔ اس کا effect یہ ہوتا ہے کہ مثال کے طور پر اس وقت پاکستان کا energy sector bleed کر رہا ہے اور اس سے خون نکلے جا رہا ہے۔ اس کی وجہ ہمارے غلط فیصلے ہیں۔ ہمارے پاس 49 سے 50 ہزار میگاواٹ capacity ہونے کے باوجود load shedding ہو رہی ہے کیونکہ ہمارے فیصلے غلط تھے۔ ایک شخص ہے جن کا نام یونس دہاگہ ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ہم بجلی کے لیے coal, LNG and IPPs کے متعلق کچھ کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ خدارا یہ مت کرنا لیکن اس وقت کی جو leadership تھی، اس نے ان کی بات نہیں مانی اور یہ سب کر لیا۔ آج ہم دیکھ لیں کہ تقریباً جتنا ہمارا بجٹ defence میں جاتا ہے۔۔ (جاری T15)

T15-16-06-2026 Babar:Ed/Shahkeel 3:10PM

ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند: (جاری۔۔۔) جو leadership تھی، ان لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی اور انہوں نے کر ڈالی۔ آج اگر ہم دیکھیں تو تقریباً جتنا ہمارا بجٹ defense پر جاتا ہے، اس کے قریب قریب ہم لوگ circular debt میں چلے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ capacity payment جن کو دی جا رہی ہے، وہ یہی لوگ خود ہیں۔ ان لوگوں کی اپنی IPP'S ہیں، تو پیسے کسی نہ کسی صورت مل رہے

ہیں۔ ان کی جائیداد پاکستان میں کم اور پاکستان سے باہر زیادہ ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو پاکستان میں main problem ہے۔ چونکہ یہ غلط لوگ ہیں، اس لیے غلط policies بن جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان میں جہاں cotton کا بہت زیادہ کام تھا، ہم لوگوں نے cotton rich policy کی بجائے water hungry sugarcane کا business شروع کر دیا، کیونکہ اس میں پیسے تھے۔ اور آپ guess کریں کہ اس میں لوگ کون ہیں؟ وہی جو آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ہم نے کہا تھا یہ صرف southern پنجاب میں نہیں ہوگی، لیکن سب اسے لے کر southern پنجاب چلے گئے، اور پھر کہتے ہیں کہ پانی کا level down ہو رہا ہے۔ تو یہ وہ problems ہیں۔ ابھی ہم لوگوں نے کہا ہے کہ ہم نے یہ balance کر دیا ہے، یہ balance کم ہو گئی ہے، جیسا کہ اس budget میں کہا گیا ہے۔ لیکن علی حسن صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے balance نہیں کیا۔ یہ نہیں ہے کہ ہماری export بڑھی ہے، بلکہ ہم invest ہی نہیں کر رہے، پیسے نہیں لگا رہے، بلکہ پیسہ bank میں رکھ کر balance دکھا رہے ہیں۔ یہ وہ غلط چیزیں ہیں۔ اگر ہم پچھلے 20,25,30 یا 40 سالوں پر نظر ڈالیں، تو ایسے غلط فیصلے کیے گئے جنہوں نے پاکستان کو آج اس نہج پر پہنچا دیا کہ جونہی economic activities start ہوتی ہیں، import بڑھ جاتا ہے۔ کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ جب 1980 میں نالائق اور نکمّے لوگ آ گئے، اور پھر ایک کے بعد ایک آتا گیا، انہوں نے پاکستان میں indigenous raw material کو کبھی فروغ ہی نہیں دیا۔

اب جونہی ہم business کرتے ہیں، مثلاً cotton کے معاملے میں، 2021 اور 2020 میں جب پاکستان تحریک انصاف کی government نے textile industry کو فروغ دینے کی بات کی، تو ہمارا import bill بڑھ گیا۔ وجہ یہ تھی کہ پاکستان cotton import کر رہا تھا۔ آپ جونہی business بڑھائیں گے، import بھی بڑھے گا، کیونکہ ہمارے پاس اپنا raw material موجود نہیں ہے۔ یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے پاکستان آج تباہی کے دہانے پر ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر ہم claim کرتے ہیں کہ growth نہیں ہے، چار percent ، تو simple سی بات ہے کہ اگر growth ہوگی تو poverty کم ہوگی۔ یہاں growth تو ہے، لیکن quality کا مسئلہ بڑھ گیا ہے۔ پھر ان لوگوں کی دو نمبری دیکھیں، انہوں نے 2019 یا 2020 کا figure اٹھایا جس میں poverty 21.9 % تھی، جبکہ 2021-22 کا figure ، جو poverty history of Pakistan میں 18.3% تھا، اسے نظرانداز کیا۔ انہوں نے سات پوائنٹس نہیں بڑھائے poverty میں، انہوں نے 10 points بڑھائے ہیں۔ دو نمبری کرنے میں ان کی کوئی مثال نہیں۔ ان کے اپنے لوگ مفتاح اسماعیل کہتے ہیں کہ پاکستان آج 2022 کے مقابلے میں زیادہ غریب ہو گیا

ہے۔ prices accumulated تقریباً 80%بڑھ چکی ہیں۔ poverty کے ساتھ ساتھ inequality کا gap بھی بڑھا ہے، جو 20-2019 میں 28% تھا، اب 32% ہو چکا ہے۔ per capita income کے حوالے سے بھی ایک simple exercise ہے، income کو population پر divide کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی 259 million population ہے، اور GDP 450 billion دیا گیا ہے، جسے divide کریں تو 1737 بنتا ہے، جبکہ انہوں نے 1901 بتایا ہے، جو تب بنتا ہے جب population 23 کروڑ ہو۔ ہم سب کہتے ہیں کہ population 25 یا 26 کروڑ ہے، تو یہ دو نمبری کس کے ساتھ ہو رہی ہے؟ عوام کے ساتھ جھوٹ بولا جا رہا ہے، اور اسی جھوٹ پر حکومت قائم ہے۔ total investment کم ہو گئی ہے، تقریباً 50 percent کی loss ہے، جو کئی دہائیوں کا نقصان ہے۔ export بھی کم ہو رہی ہے، اور پھر کہتے ہیں کہ بنگلہ دیش سے پیچھے ہیں۔ اکثر کہا جاتا تھا کہ بنگلہ دیش بنا دیں گے، لیکن کاش بنگلہ دیش بن جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں بھی خاندانی سیاست تھی، مگر 2024 میں عوام نے voting کے ذریعے ان خاندانوں کو ہٹا دیا، جو یہاں بھی ہونا چاہیے۔ آج بنگلہ دیش اور پاکستان دونوں کا GDP تقریباً 450 billion dollar ہے، لیکن ان کا budget 75-76 billion dollars ہے جبکہ پاکستان کا 60 billion ہے۔ development پر وہ 24 billion خرچ کر رہے ہیں جبکہ ہم صرف 3.6 billion۔ education میں وہ 6.9% تک پہنچ چکے ہیں جبکہ ہم 3.5 % پر ہیں، وہ بھی federal اور provinces کو ملا کر۔ ان کی total investment پاکستان سے 6.5 times زیادہ ہے۔ ان کی poverty 5.9 % ہے جبکہ ہماری 44%, literacy rate 77% ہے جبکہ ہمارا 60% ہے، جو کہ خود بھی question mark ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ بنگلہ دیش ہم سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ عاطف میاں صاحب کے مطابق، 1985 میں پاکستان اپنے region میں سب سے آگے تھا، لیکن نالائق قیادت کے باعث 2018 تک سب سے پیچھے چلا گیا۔ اور گزشتہ چند سالوں میں مزید پیچھے چلا گیا، حتیٰ کہ بعض شعبوں میں 50 سال پیچھے پہنچ گیا۔ جب نالائق لوگ آتے ہیں تو تاجر دوست program جیسے اقدامات لاتے ہیں، جبکہ اہل قیادت climate change، stunting، tourism اور Covid جیسے مسائل کو سنبھالتی ہے، اور غریب طبقے کو protect کرتی ہے۔ یہی political merit ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب، wind up کر دیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: یہ لوگ کہتے تھے کہ ملک کے لیے اپنے کپڑے بیچ دیں گے، لیکن حقیقت میں عوام کے وسائل بیچ کر خود باہر عیش کر رہے ہیں۔آخر میں، ہمارا basic problem یہی ہے۔ Agriculture sector 22-24 % GPD represent کرتا ہے لیکن tax contribution صرف 0.6% ہے۔ retail sector 17.8% ہے مگر less than 2% tax دیتا ہے۔ services 58.4% ہیں مگر صرف 29% tax دیتی ہیں، جبکہ industry صرف 18.4% ہونے کے باوجود 70% tax دیتی ہے۔اسی لیے industry پر بوجھ بڑھ رہا ہے، labour force متاثر ہو رہی ہے، اور معیشت کمزور ہو رہی ہے۔ یہ سب غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ہم پر نکمّے لوگ مسلط کیے گئے ہیں، ایک virus کی طرح، جو 1980 سے چلا آ رہا ہے، اور اسے ختم کرنا ہوگا۔ یہ وہ جونکیں ہیں جو عوام کا خون چوس رہی ہیں، اور ان سے نجات کے لیے سخت اقدامات ضروری ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، ڈاکٹر صاحب۔ ابھی عبدالشکور صاحب کی باری ہے، لیکن دوست صاحب request کر رہے ہیں، تو ان کو پہلے turn دے دیتے ہیں now I give the floor to Senator Dost Muhammad Khan, be quick, be brief, to the point on the budget۔

سینیٹر دوست محمد خان: بہت بہت مہربانی، چونکہ یہ ہمارا آخری budget ہے۔۔ (جاری۔T/16)

T16-16JUN2026 Taj/Ed. Shakeel 03:20 p.m.

سینیٹر دوست محمد خان: (جاری) چونکہ یہ ہمارا آخری بجٹ ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اللہ نہ کرے کہ آپ کا آخری بجٹ ہو، اس tenure کا۔

سینیٹر دوست محمد خان: ہمارا tenure March میں ختم ہو جائے گا لیکن پچھلے پانچ بجٹ میں ہمارا ایک بھی proposal نہ pass ہوا ہے بلکہ ردی کی ٹوکری کی نذر اس حکومت نے کیے ہیں۔ جناب! اس بجٹ کو بجٹ کہنا میں گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔ تحریک انصاف کا یہ نعرہ ہے کہ یہ غریب مکاؤ بجٹ ہے۔ اس لیے میں اس بجٹ کو نہیں مانتا۔ اپنے لیے نئے جہاز خرید لیتے، یورپ کے tours پر نکل جاتے ہو اور بے چارے غریب کو دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ حال یہ ہے کہ آپ نئے جہاز تو خرید لیتے ہو پرانے جہاز ہر دوسرے دن گر جاتے ہیں جن میں ہمارے پائلٹ بھی شہید ہو جاتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ چونکہ میرا تعلق فاٹا سے ہے، قبائلی علاقے سے ہوں، ہمارے اسکولوں اور کالجوں کا یہ حال ہے کہ وہ totally بند ہو گئے ہیں اور ہمارے ہسپتال پولیس کے ہیڈ کوارٹرز بن گئے ہیں، BHUs

تھانے اور پولیس کے ہیڈ کوارٹرز بن گئے ہیں۔ تو اونچی اڑان پاکستان کی یہ کہانی ہے کہ ہماری ہر چیز بالکل بند ہو چکی ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ یہ عقل کے اندھے گلگت بلتستان اور کشمیر کو اور بھی فنڈ دیں لیکن اس سے ہماری آبادی زیادہ ہے، ان کو ADP میں 83ارب روپے دیے گئے ہیں اور ہمیں 53ارب روپے دیے گئے ہیں۔

جناب! میں قائمہ کمیٹی برائے سیفران کا ممبر تھا، میں نے ایک سوال اٹھایا کہ فاٹا کے حوالے سے ہمیں ایک constitutional guarantee دی گئی تھی کہ ہمیں ہر سال سوارب روپے بھی دیں گے اور ساتھ PSDP funds بھی دیں گے۔ بتائیں کہ کتنی رقم release ہوئی ہے۔ جناب! In writing انہ ہمیں جواب ملا کہ ابھی تک 14 کروڑ روپے ہمیں ملے ہیں اور ان میں سے 14 لاکھ روپے سابق فاٹا کو دیے گئے ہیں۔ وہ سرکاری کاغذ جو خیبر پختونخوا سے آیا تھا، وہ میں نے مرحوم عرفان صدیقی کے ہاتھ دیا کیونکہ وہ اس وقت کمیٹی کے Acting Chairman تھے۔ بات یہ ہے کہ نواز لیگ کی حکومت ہم پشتونوں سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ دریائے جہلم کے پل پر شیر شاہ سوری کا مجسمہ تھا، اس کو اٹھا کر دریائے جہلم میں پھینک دیا گیا اور وہاں پر گکھڑ سردار کا مجسمہ کھڑا کر دیا۔ اُسی گکھڑ سردار کو شیر شاہ سوری نے ایک ایسی شکست دی کہ اس کے پورے کے پورے خاندان کو روہتاس قلعہ میں پھانسی دی گئی، اس کے سارے خاندان کو لٹکایا گیا۔ جناب! اگر اس طرح آپ پشتونوں سے نفرت کرتے ہیں تو غوری، سوری اور لودھی میزائلوں کو بھی dismantle کر دیں کہ پشتونوں کا نام و نشان مٹ جائے۔ آج تک ہم پر 21 military operations ہوئے ہیں، میں فاٹا کی بات کر رہا ہوں۔ حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ عمران خان کے بغیر یہ ملک کو ٹھیک نہیں کر سکتے۔ یہ نکمے ہیں۔ انڈیا کے ساتھ ہوائی جنگ شروع تھی اور یہ [****][2]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ الفاظ حذف کر دیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: یہ تو حقیقت ہے۔ حقیقت کو آپ کس طرح حذف کرتے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بجٹ پر اپنی تقریر کریں۔ آپ تقریر جاری رکھیں، دوست محمد صاحب! آپ ضائع نہ کریں، پھر میں آپ کو extra time نہیں دوں گا، دس منٹ سے نہیں بڑھاؤں گا۔

سینیٹر دوست محمد خان: یہ خرکاروں کی حکومت ہے۔ جناب! اکیس military operations کی وجہ سے ہمارے گھر تباہ ہوئے، ہمارے کھیت تباہ ہوئے، ہمارے باغات تباہ ہوئے۔ ہماری ہر چیز تباہ ہوئی۔ 2017 میں حکومت نے ہمیں کہا کہ آپ لوگ اپنے گھروں

[2] *[Words expunged as ordered by the Chair]*

میں جائیں، ہم نے آپریشن مکمل کرلیاہے،وہاں پر law and order کی کوئی اس طرح situation نہیں ہوگی لیکن ہم نے کہاکہ ہم کدھر جائیں، کہاں جائیں توبتایاگیاکہ ساڑھے چارروپے فی گھرہم دیں گے۔ باقاعدہ سروے ہوا،اس میں ہمارے فوجی افسران تھے، محکمہ تعلیم والے تھےاورRevenue Department والے بھی تھے۔ ان لوگوں نے سروے کیا۔ اس میں سےآدھے پیسے ملےاور آدھے پیسوں کے لیےابھی تک لوگ سڑکوں پردھرنے دے رہے ہیں، کبھی اسلام آباد آتے ہیں، کبھی پشاور میں ہوتے ہیں اور کبھی جنوبی وزیرستان میں ہوتے ہیں۔

جناب ! یہاں پر طلال چوہدری صاحب اور تارڑ صاحب نے مجھے چار سال پہلے کہا تھا کہ ہم دو ہفتوں میں آپ کا مسئلہ حل کریں گے۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کب کہاتھا؟

سینیٹر دوست محمد خان: یہ compensation والامسئلہ۔ چار سال پہلے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب ! چار سال پہلے انہوں نے مجھ سے وعدہ کیاتھاکہ میں دوہفتوں میں یہ compensation والا issue حل کردوں گا۔ میں یہ کہہ رہاہوں کہ اس سے حالات مزید خراب ہوں گے، حالات مزید تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ میں آپ کو یہ گارنٹی دیتاہوں کہ یہ حالات اللہ ٹھیک کرسکتاہےاور عمران خان کے بغیر ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ میں جرگے میں افغانستان گیا تھا۔ وہاں پر طالبان کے وزراء مجھے کہتے تھے کہ ہمیں پاکستان کی موجودہ لیڈرشپ پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ہم سانپ اور بچھوپراعتبار کرلیں گے لیکن یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں، یہ خرکار، ان پر ہم کبھی بھی اعتبار نہیں کرسکتے، سوائے ایک بندے کے، وہ عمران خان ہیں، ہم عمران خان کے ساتھ ہر قسم کی امداد کے لیے تیار ہیں۔ تو اس لیے میں پرزور الفاظ میں کہتاہوں کہ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو عمران خان کو لانا ہوگا۔ عمران خان کے بغیر یہ ملک نہیں چل سکتا۔ بار بار کہہ رہاہوں کہ اس ملک کے لیے ہم نے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ آزاد کشمیر کو کس نےآزادی دی تھی۔1965 کی جنگ میں یہی قبائلی پاکستانی فوج کے ساتھ شانہ بشانہ لڑ رہے تھے۔ ہم نے 60 سالوں تک Durand Line کی حفاظت کی۔ قائداعظم نے جب قبائلیوں کاجذبہ دیکھاتوانہوں نے کہاکہ قبائلیو! آج سےآپ لوگ اس سرحد کے محافظ ہوگئے۔ ہمیں ایک پیسا بھی نہیں ملا اور نہ کوئی مراعات ملیں، ہم نے 60 سال تک اس بارڈر کی حفاظت کی۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ افغانستان پر حملہ تو آپ نے کیا ہے لیکن افغانستان کو graveyard کہا جاتا ہے۔ جو بھی ملک گیا ہے، اُدھر پھنسا ہے۔ نہ انگریز کامیاب ہوئے، نہ روسی کامیاب ہوئے، نہ مغل کامیاب ہوئے اور نہ امریکہ کامیاب ہوا تو اس لیے پاکستان کو چاہیے کہ خدا کے واسطے عمران خان کو رہا کریں تاکہ وہ اس مسئلے میں پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاءاللہ وہ یہ مسئلہ بہت جلد افغانستان کے ساتھ حل کر دے گا کیونکہ ان لوگوں نے مجھے صاف کہا کہ ہمیں صرف ایک بندہ عمران خان پر اعتبار ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دوست محمد صاحب، بہت شکریہ۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! ادھر آپ کہہ رہے ہیں کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک مہینہ پہلے اس compensation کے case میں مجھے طلال چوہدری صاحب نے کہا تھا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکور صاحب اور زرقا صاحبہ کی جگہ آپ کو وقت دیا ہے۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! بس ایک منٹ بولنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بولیں، بولیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: سارا دن مجھے یہاں پر بٹھائے رکھا۔ آپ نے موقع دیا اور مجھے آپ آخر میں موقع دے رہے ہیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، میں بتا رہا ہوں کہ شکور صاحب اور زرقا صاحبہ کی turns ہیں، ان کی جگہ آپ کو وقت دیا ہے۔

سینیٹر دوست محمد خان: میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ (جاری۔۔۔T17)

T17-16June2026 Ali/Ed: Waqas 03:30 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکور صاحب کی turn ہے، زرقا سہروردی صاحبہ کی turn ہے۔ ان کی جگہ آپ کو time دیں؟

سینیٹر دوست محمد خان: ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جلدی کریں۔

سینیٹر دوست محمد خان: شکریہ۔ یہاں طلال چوہدری نے ایک مہینہ پہلے مجھے کہا تھا کہ چونکہ میرے پاس compensation والے figures نہیں ہیں، میں خیبر پختونخوا سے منگواتا ہوں اور ان شاء اللہ یہ مسئلہ حل کر دوں گا، لیکن وہ بھی غائب ہو گئے، جیسے ہمارے Law Minister غائب ہو گئے ہیں، چار پانچ سال سے پی ٹی آئی سے وعدہ کر کے بھاگ گئے ہیں، اسی طرح وہ بھی بھاگ گئے۔ میں ان کو بتانا چاہتا

ہوں، اگر finance کے بندے بیٹھے ہیں، کہ نہیں بیٹھے؟ اچھا، وہ بیٹھے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں جناب، total 72 ارب روپے بنتے ہیں۔ 72 ارب روپے پاکستان کے ساتھ ایسا ہے جیسے پٹھان کہتے ہیں کہ یار یہ تو نسوار کے برابر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نسوار کے بغیر رہ بھی نہیں سکتے۔

سینیٹر دوست محمد خان: میں request کرتا ہوں کہ یہ جو Benazir Income Support Programme ہے، جس میں 838 ارب روپے رکھے گئے ہیں، اس میں سے 72 ارب روپے دے دیں، کیونکہ وہاں 85% لوگ غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہے ہیں۔ مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ویسے بھی یہ eligible لوگ ہیں، شکریہ دوست محمد صاحب۔ Now it's time for Senator Abdul Sakoor Sahib. دوست محمد صاحب آپ کو ہم نے دو تین بندوں پر preference دے کے وقت دیا ہے۔

سینیٹر عبدالشکور خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ اس لباس میں آپ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں، بلکہ آپ کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

<u>Senator Abdul Shakoor Khan</u>

سینیٹر عبدالشکور خان: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین! پہلے مجھے ایک پریشانی ہوتی تھی، الحمد للہ اب اس پریشانی سے نکل گیا ہوں۔ اچھا، پریشانی کیا ہوتی تھی؟ خالی کرسیوں کے سامنے مجھے تقریر کرتے ہوئے بڑی مشکل ہوتی تھی۔ اب تیسرا سال ہے، اب عادی ہو گیا ہوں۔ خالی کرسیوں کے سامنے بھی بات کر سکتا ہوں۔ پہلے مجھے مشکل ہوتی تھی، اب خالی کرسیوں کے سامنے تقریر کرنے میں تھوڑی آسانی ہوتی ہے۔ بار بار کہتا رہا کہ خدارا جب آپ اپنی بات کریں تو لوگوں کی بھی سنیں۔ وہ بھی آپ سے بات کر رہے ہوتے ہیں، تو ان کی سن بھی لیں۔ لیکن یہاں وہی ایک روایت، میرے خیال سے، بہت پہلے کی ہے کہ بات کر کے نکل جایا کرتے ہیں۔ بہرحال، اس سے میری تکلیف کم ہو گئی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Law Minister Sahib واپس آگئے ہیں اور رانا صاحب پہلے سے تشریف رکھتے ہیں۔ دوست محمد صاحب آپ کو بہت یاد کر رہے تھے۔ کیسو مل کھیئل داس صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔

سینیٹر عبدالشکور خان: میں آپ کی بات نہیں کر رہا، میں سب کی بات کر رہا ہوں۔ روایت یہ ہے کہ Opposition میں رہتے ہوئے آپ نے سب کچھ برا کہنا ہے، کہ بھائی سب برا ہو رہا ہے، سب برا ہو رہا ہے۔ لیکن کم از کم میں ان لوگوں میں نہیں ہوں۔ اگر کچھ برا ہے تو برا کہوں گا اور اگر کچھ اچھا ہے تو اچھا کہوں گا۔ بہر حال یہ بد قسمتی سے روایت پڑ گئی ہے کہ اگر آپ Opposition میں ہیں تو آپ نے سب برا کہنا ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہو گئی ہیں جن سے حوصلہ، میرے خیال سے، ٹوٹا ہے بنا نہیں ہے۔ میں کم از کم آج budget سے پہلے ایسی بات شروع کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا حوصلہ as a Pakistani بڑھے، ہمیں ایک فخر محسوس ہوتا ہے اور ہمارا حوصلہ اس سے بڑھا ہے۔ دو چیزیں ہوئی ہیں ایک شخصیت کے بارے میں بات اور دو واقعات کے بارے میں بات۔ ایک واقعہ ہوا اور اس واقعے کو ہوئے ایک سال ہو گیا ہے کہ انڈیا نے ہم پر حملہ کیا، دہشت گردی کا بہانہ بنا کر پاکستان پر حملہ کیا اور ان حالات میں ہمارے ایک پرانے بڑے آدمی، بڑا آدمی کہوں گا کہ اس میں تقدس پامال نہ ہو، نے کہا تھا کہ ہمارے ٹینکوں میں oil نہیں ہے۔ ہمارے پاس ٹینک چلانے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ تو ہمارا دل بہت دکھا کہ اگر ٹینکوں میں تیل نہیں ہے تو مقابلہ کیسے ہوگا؟ انڈیا کا مقابلہ کیسے ہوگا؟ دوسرے دشمنوں کا مقابلہ کیسے ہوگا؟ لیکن الحمد للہ، الحمد للہ رب العالمین۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دوست محمد صاحب تشریف رکھیں۔

سینیٹر عبدالشکور خان: ان ٹینکوں کی بات ہمارے ذہن میں تھی، بلکہ ذہن میں گھوم رہی تھی۔ الحمد للہ، جب ایک سال پہلے انڈیا نے ہم پر Operation Sindoor کے نام سے حملہ کیا، تو اس کا ایسا جواب دیا گیا کہ تقریباً ہم نے پرانی جنگیں تو نہیں دیکھیں، لیکن یہ ایک سال پہلے والی جنگ دیکھی اور ہم نے اس میں انڈیا کی شکست دیکھی، اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ کہاں ٹینکوں کا تیل نہیں اور کہاں انڈیا کے سارے طیارے گرتے جا رہے تھے۔ پھر سننے اور دیکھنے میں یہ آیا کہ ہم زیادہ طیارے بھی گرا سکتے تھے، لیکن ہم نے چھ سات طیارے گرائے۔ تو اس میں ایک آدمی کا نام میں لینا چاہتا ہوں اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس نے ہمیں یہ بندہ دیا۔ پھر اس بندے کا نام لینا چاہتا ہوں۔ اس کا نام ہے؛ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب، اس نے ہمیں حوصلہ دیا، اس نے مقابلہ ایسے کیا کہ ہم قابل فخر بن گئے، پوری قوم کے لیے باعث فخر بن گئے۔

جناب! میں کہنا چاہتا ہوں کہ انڈیا وہ انڈیا، جس کو امریکہ جیسی طاقت چین کے مقابلے کے لیے تیار کر رہی تھی۔ اس انڈیا کا جواب دیا گیا اور پاکستان نے اس انڈیا کو ہرایا۔ پاکستان نے اپنے کم وسائل کے باوجود اس انڈیا کو ہرایا۔ اور جس امریکہ نے اسے چین کے مقابلے میں کھڑا کرنا چاہا تھا، اس نے بھی اسے طعنے مارنے شروع کر دیے ہیں۔ ٹرمپ صاحب نے انڈیا کو طعنے مارنے شروع کر دیے ہیں کہ آپ کے اتنے طیارے

گرے اور آپ کی شکست ہوئی۔ ہمارا جو دوسرا مقابلہ ہوا، وہ ایران، امریکہ اور اسرائیل کا مقابلہ تھا۔ میں نے اسے ہمارا مقابلہ کہا کیونکہ یہ بالکل ہمارا مقابلہ تھا۔ ایک نوبت یہاں تک آ چکی تھی کہ اسرائیل کا border پاکستان کے border کے ساتھ لگنے والا تھا۔ یہ بات، میرے خیال میں، سب پاکستانیوں کو سمجھنی چاہیے کہ اگر اسرائیل ایران سے جنگ جیت جاتا، تو اسرائیل کا border آپ کے border تک آنا تھا۔ یہی ہماری حکمت عملی، ہمارے وزیراعظم صاحب، ہمارے وزیر داخلہ صاحب اور ہمارے آرمی چیف صاحب؛ ان تینوں کی محنت سے یہ ہوا کہ یہ شکست ہوئی اور ہم نے ایسا کردار ادا کیا کہ جس انڈیا نے ہمیں دہشت گرد ریاست بنانے کی کوشش کی تھی کہ ہم ایک دہشت گرد ریاست ہیں، آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی۔ ہمارے بڑوں کے اچھے طریقہ کار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ عزت دی کہ ہم اس میں سرخرو ہوئے اور آج Islamabad declaration کے نام سے، جنیوا میں بھی اسلام آباد کا نام لیا جا رہا ہے۔ یہ declaration جنیوا میں ہو رہی ہے لیکن Islamabad declaration کے نام سے اور یہ عزت اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشی۔

Budget کے حوالے سے کچھ مختصر تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اللہ کرے کہ کوئی ہماری یہ بات سن رہا ہو۔ جناب! budget ایک گورکھ دھندا ہے، اس میں میں نہیں پڑتا کہ کون سی رقم کتنی ہے اور کون سی رقم کتنی ہے۔ نہ تو میں اس کا expert ہوں۔ میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اللہ کرے کہ کوئی ہماری تجاویز لکھ رہا ہو۔ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ، وہ مسئلہ جو حل ہونے کے قریب ہے اور جو government کے بس میں ہے جو وہ حل کر سکتی ہے اور وہ پانی کا مسئلہ ہے۔ میرے گاؤں کا نام گلستان کاریز ہے، یعنی مغلیہ دور سے یہاں کاریز موجود تھیں۔ تقریباً 25 سال پہلے وہ کاریز سوکھ گئی۔ ہم نے اپنے گاؤں کے پانی کے لیے tube wells بنائے، تقریباً دس سال پہلے وہ tube wells سوکھ گئے۔ اب ہم نے مزید tube wells کھدوائے ہیں اور تقریباً چھ کلومیٹر دور سے پانی لا رہے ہیں اور وہاں بھی زیر زمین پانی ختم ہو رہا ہے۔ تو kindly میری یہ گزارش ہے، اگر کوئی لکھنے والا لکھ لے، کہ یہ میری گزارش ہے کہ آپ dam بنا دیں۔ اب بارشیں نہیں ہوتیں، وہ تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن جو government کے کرنے کے کام ہیں، وہ یہ ہے کہ ہمیں dams کی ضرورت ہے۔ ہمارا زیر زمین پانی ختم ہو رہا ہے اور بلوچستان میں جو ندیوں کا پانی ہے وہ تقریباً 5% زمین کے لیے ہے۔ آپ کی 95% زمین یا تو کاریزوں پر ہوتی تھیں ہیں جو سوکھ گئی ہیں اور اب زیر زمین پانی بھی ختم ہو رہا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ ہمارے dams کے لیے پیسہ رکھیں۔ میں نے اس بارے میں requests بھی جمع کروا دی ہیں اور ابھی بھی آپ سے request کر رہا ہوں کہ بلوچستان کا زیر زمین پانی ختم ہو رہا ہے۔

دوسری میری گزارش Benazir Income Support Programme کے حوالے سے ہے۔ اتنی غربت میں، اتنا budget کم ہے، وہ بھی 838ارب روپے۔ سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ بڑا اچھا کام کر رہی ہیں، لیکن اس میں میری ایک یہ تجویز ہے کہ کم از کم آدھی رقم یا آدھی سے زیادہ رقم، لوگوں کو کاروبار کے لیے دی جائیں اور لوگوں کو business دیا جائے لیکن اب آپ بیس بیس ہزار روپے دے رہے ہیں۔ یقین کریں کہ آپ لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ وہ پھر انہی بیس پچیس ہزار روپوں کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے کیا کام کرنا ہے۔ تو میری خواہش ہے کہ آپ ان کو کاروبار کے لیے رقم دیں۔

ایران جنگ کے حوالے سے، جو تیل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں، اس کا relief بھی kindly جلدی دیا جائے۔ جس تیزی سے آپ نے قیمتیں بڑھائی تھیں، kindly اس سے بھی زیادہ تیزی سے قیمتیں کم کریں۔ اب کئی دن گزر چکے ہیں اور قیمتیں کم ہونا شروع ہو گئی ہیں، تو ان کو کم کیا جائے۔

آخری ایک بات۔ سینیٹر دنیش کمار کے حوالے سے بات کروں گا کہ وہ میرے دوست ہیں۔ (جاری ہے-----T18)

T18–16June2026 Imran/ED: Shakeel 03:40 pm

سینیٹر عبدالشکور خان: (جاری-----) میری یہ خواہش تھی کہ آپ ان کو کاروبار کے لیے رقم دیں۔ ایران جنگ کے حوالے سے جو تیل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں، اُس کا relief kindly جلدی سے دیجیے۔ جس جلدی سے آپ نے بڑھایا ہے، kindly اُس سے تھوڑی جلدی اب کم بھی کریں۔ دن تو گزر گئے ہیں اور اب تو وہ قیمتیں کم ہونا شروع ہو گئی ہیں تو وہ آپ کم کریں۔

آخری ایک بات میں سینیٹر دنیش کمار کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرے دوست ہیں، مجھے کافی پسند ہیں۔ وہ ہمارے بلوچستان کی آواز ہیں۔ اب ہماری آواز اتنی زیادہ تیز نہیں ہوتی جتنی ان کی آواز ہے۔ ایک چیز اور کہ یہ میرے خیال سے دوسری یا تیسری دفعہ ہے کہ یہ سینیٹر صاحب ہمارے سامنے قران کی آیات سناتے ہیں۔ پہلے تو میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قران کی آیات پر ہمیں سود کی حرمت کے متعلق اللہ کا حکم بتاتے ہیں۔ ایک چیز غور کرنے کی ہے۔

یہاں کم سینیٹر صاحبان بیٹھے ہیں، بلکہ بہت ہی کم بیٹھے ہیں لیکن kindly میری یہ بات غور سے سنیں۔ یہ اللہ کا حکم، یہ سینیٹر سے کون کہلوا رہا ہے؟ یہ ہندو مذہب سے ہیں۔ یہ سینیٹر سے کون کہلوا رہا ہے؟ میرا یہ دعویٰ ہے، میرا یہ یقین ہے اور میرا یہ ایمان ہے کہ یہ اللہ اُس سے کہلوا رہا ہے۔ یہ ہمیں شرم دلانے کے لیے ہے۔ اگر تو محشر کا دن ہے، اگر حساب وکتاب ہے، ایک اگر حساب وکتاب نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اگر

حساب وکتاب ہے تواللہ تعالیٰ ہمارے سامنے یہ بھی کہے گا کہ میں نے ایک ہندو بندے سے بھی آپ کو اپنی آیات سنوائیں۔ تو یہ ہمیں شرم دلانے کے لیے ہے۔ تو کم از کم ہم اس پر غور کریں کہ یہ سود کی حرمت کیا ہے؟ سود کی حرمت یہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ کا فرمان ہے کہ یہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔ یہ سود کوئی عام گناہ نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔

تو آپ یقین کریں کہ میں نے کسی مسلمان کے زبان سے یہ قران کی آیات نہیں سنیں بلکہ ایک ہندہ کی زبان سے یہ سنی ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرم دلا رہے ہیں کہ سارے مسلمان members اب یہاں کتنے ہندو ہیں۔ ایک یا دو ہوں گے، یا شاید چار یا پانچ ہوں گے۔ یہاں سارے مسلمان بیٹھے ہیں۔ اس پر ہمیں تھوڑی سی شرم کرنی چاہیے۔ تھوڑا اس کو دیکھنا چاہیے اور میں کہوں گا کہ یہ اپنی پاک زبان سے اللہ کی آیات ہمیں سنا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمیں سنا رہا ہے اور یہ ہمیں شرم دلانے کے لیے ہے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ محشر کے دن یہ بات ہمارے سامنے آئے گی کہ آپ قانون بناتے ہیں، حالانکہ قانون بنانے کا اختیار صرف اللہ کا ہے۔ ہم نے کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا، کہاں جانا ہے، کہاں نہیں جانا، یہ سارے احکام صرف اللہ کی طرف سے ہیں لیکن یہاں ہم نے ایک قانون ساز ادارے کا نام رکھا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو ایک ہندو کی زبان سے ہمیں یہ سنایا جاتا ہے تو یہ ہمیں شرم دلانے کے لیے ہے۔ تو kindly اس پر غور کریں۔ اس سود سے نکلیں۔ میری بس یہ کچھ گزارشات ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now I give the floor to Senator Zarqa Suharwardy Taimur.

<u>Senator Zarqa Suharwardy Taimur</u>

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب، اتنی زبردست تقاریر کے بعد میرا خیال ہے کہ مجھے مشعل آخر میں دے دی۔ تو اس کا بھی ایک اعزاز ہے کہ خواتین کو ہمیشہ آخر میں ہی سب کچھ ملتا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ ہم بھی یاد رکھیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے بعد ایک اور خاتون بھی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میرے بعد جتنی بھی ہوں گی لیکن خواتین کو تو آپ نے آخر میں ہی رکھا، بات ساری یہ ہے اور یہی بات ہم آپ کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں پچاس یا اکاون فیصد سے زیادہ خواتین ہیں لیکن آخر میں نام خواتین کا ہی آتا ہے، ننانوے کے بعد۔ بہر حال، پھر بھی آپ ہمیں فراموش نہیں کر سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، آپ کی PTI کی leadership نے خود اس طرح نام دیے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: آپ نے بڑے نام آگے بھی ڈال دیے لیکن کوئی بات نہیں۔ یہ leadership بھی آپ ہی کے بھائی بند ہیں۔ کوئی بات نہیں۔ اچھا جناب بات یہ ہے کہ شروع میں کس بات سے کروں، سمجھ نہیں آ رہی کہ اس بجٹ کی تعریف اور برائی کدھر سے انسان شروع کرے۔ میرا خیال ہے کہ عمران خان صاحب سے شروع کرتے ہیں۔ عمران خان صاحب، وہ جن کو تین سال سے جیل میں رکھا ہوا ہے۔ یہ وہ نوالہ ہے جو آپ کو ہضم نہیں ہوگا، باہر نہیں آئے گا اور اندر نہیں جائے گا۔ آپ لوگوں نے اُس شریف النفس لیڈر کے ساتھ جو ظلم کیا وہ ظلم اب واپس آپ کے پاس آ رہا ہے۔ اب آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ جیل میں رکھیں، علاج کریں یا نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے اُن کو پہلے کوئی آسانی دی ہوتی تو آج آپ کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

دنیا میں تو پاکستان کی بڑی پذیرائی ہوئی ہے، الحمد للہ، ہم نے بڑا اچھا diplomatic coup کیا ہے۔ امریکہ اور ایران کی دوستی کرادی یا ceasefire کرادیا لیکن ملک کے اندر جو مسائل ہیں، اُن کو آپ کس طرح deal کریں گے؟ ہمیں تو آپ نے ہرا دیا، دیوار کے ساتھ لگا دیا، لیکن اُس کا کیا کریں جس کو اللہ ہرا دے؟ آپ کی کوئی کوشش پوری نہیں ہو رہی۔ Economy آپ سے چل نہیں رہی۔ کیوں یہ economy نہیں چلتی؟ آپ اتنے قرض لیتے ہیں۔ آپ نے بارہ سو ارب کا IMF سے قرضہ لیا ہے۔ آج آ کر defense کو تین سو ارب روپیہ دے دیا تو باقی کے نو سو ارب کدھر گئے؟ کچھ سمجھ نہیں آتا کہ یہ جو گورکھ دھندا یہاں پر لگا ہوا ہے، یہ کس کو جاتا ہے؟ ہمیں بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ پیسے کہاں جاتے ہیں لیکن مسائل بہت ہیں۔ بہر حال میں اس بجٹ کے بارے میں دو تین باتیں آپ کو بتا دوں۔ سب سے پہلے یہ بجٹ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بارہ سو ارب ڈالر دیے ہیں یا روپے؟

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب، مجھے ڈالر اور روپوں کی اتنی گنتی نہیں آتی، آپ بڑے لوگ ہیں، آپ کو پیسوں کا پتا ہے۔ ہم تو سادہ سے لوگ ہیں، جو کماتے ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اور تھوڑا بانٹ دیتے ہیں۔ ہمیں تو فرق ہی نہیں پڑتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بجٹ کے figures تھے تو اس لیے میں پوچھ رہا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: نہیں جناب! یہ جو آپ loan لیتے ہیں تو یہ ڈالر ہی ہوں گے۔ اچھا چلیں اس بات کو چھوڑ دیں۔ اب یہ بتادیں کہ اس بجٹ میں آپ نے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: آپ میرا مذاق اُڑا لیں، ہم ویسے ہی عاجز ہیں، ویسے ہی زمین کے قریب ہیں۔ وہ انڈیا میں کاکروچ پارٹی بن گئی ہے، ہم تو کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر ہیں اور وہ جو کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر آپ نے ہمارا حشر پاکستان میں کیا ہے، آپ کا اس دفعہ کا سارا بجٹ صرف اُن لوگوں کے لیے ہے، وہ اُمَرا، اب آپ نے مجھے غصہ دلا دیا ہے، وہ اُمرا جو اس حکومت کے ارد گرد پھرتے ہیں خواہ وہ کسی section سے تعلق رکھتے ہوں۔ مجھے بتائیے کس بنیاد پر ایک غریب ملک کے امیر حکمران اور حکمران صرف وہی نہیں ہیں جو cabinet میں ہیں، لوگ سب بڑے اچھے ہیں، صرف رویوں کی problem ہے۔

مجھے یہ بتائیے Federal Excise Duty میں سے 7E ختم کر دیا۔ میں نے خود پچھلے سال 7E دیا ہے۔ کیوں ختم کیا؟ یہ اُس property پر ہوتا ہے کہ جب آپ property بیچتے ہیں تو بیچنے والے کو حکومت کو tax دینا ہوتا ہے۔ آپ نے کیوں یہ ختم کیا؟ تو صرف امیر لوگ کرتے ہیں جن کے پاس بیچنے کے لیے properties ہوتی ہیں، غریب آدمی کو تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ تو کیوں امیر آدمی کے لیے آپ نے آسانی کی؟ Property کی transactions پر جو taxes ہیں، وہ سب آپ نے ختم کر دیے کیونکہ real estate mafia آپ کے لیے بہت مقدم ہے۔

آپ نے Super tax دس فیصد سے آٹھ فیصد کر دیا۔ Super tax ہم تو نہیں دیتے۔ Super tax تو بڑی corporations دیتی ہیں، بڑی کمپنیاں دیتی ہیں۔ جب کریڈٹ کارڈ پر بیرونِ ملک خریداری ہوتی تھی تو باقی taxes کے علاوہ پانچ فیصد tax لگتا کرتا تھا۔ ماشاءاللہ وہ آپ نے 0.5 percent کر دیا ہے۔ اب کریڈٹ کارڈ پر پاکستان کا کون سا غریب آدمی باہر جا کر خرید و فروخت کرتا ہے۔ آپ کے حکومت میں بیٹھے ہوئے بڑے بڑے اُمرا جب مفت ٹکٹوں پر جاتے ہیں، گیارہ ارب کے جہازوں میں سفر کرتے ہیں، جناب اب سننا پڑے گا، تو وہاں جا کر جب کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرتے ہیں تو اُن کو تکلیف ہوتی ہے کہ پانچ فیصد ہم کیوں حکومت کو دیں جس کے ہم مزے لوٹ رہے ہیں۔

آگے سن لیں، پھر آپ نے لوگوں کی بیرونِ ملک جائیدادوں پر Capital Value Tax ختم کر دیا۔ پاکستان کے غریب عوام کی تو باہر properties نہیں ہیں۔ صرف آپ کے امیر لوگوں کی ہیں۔ وہی لوگ جن کے IPPs ہیں۔ اُس پر بھی بات کرتے ہیں لیکن پہلے میں آپ کا سارا حال بتا دوں۔ اچھا ہاں! پھر آپ نے Federal Excise Duty کم کر دی، کس پر؟ Business class tickets پر۔ International travel پر۔ ارے بھائی، کون سا پاکستانی بیرون ملک business class ticket لے کر جاتا ہے؟ کون جاتا ہے؟ امیر لوگ جاتے ہیں۔ اشرافیہ جاتی ہے۔ اُن کے لیے کتنے پیار سے آپ نے سب کام آسان کر دیے کیونکہ وہ تو پھر لاڈلے ہیں نا جی۔ اس ملک کے brown صاحب ہیں، حکمران جو غلام در غلام در غلام ہیں، ہم نے اور آپ نے غریب کے لیے کیا کیا؟ ماشاءاللہ سن لیں۔ سب سے پہلے تو population bomb جو اس ملک کو ترقی نہیں کرنے دیتا، اس وقت آپ کا fertility rate 3.5 ہے۔ آپ کا growth rate 2.5 ہے اور آپ نے کیا کیا؟ پہلے contraceptives پر Excise Duty معاف تھی۔ آپ نے کہا کہ نہیں، اسے واپس لگاؤ۔ اور بچے پیدا کرو۔ لوگوں کے لیے اور مشکل ڈالو کیونکہ وہ تو غریب ہیں نا، کیڑے مکوڑے ہیں۔ اس ملک میں اُن کا تو کوئی حق نہیں ہے۔ پھر آپ نے اور کیا کیا۔ میں اپنی lodge کا بجلی کا بل لائی ہوں۔ یہ lodge کا بل ہے۔

Mr. Presiding Officer: Welcome Khawaja Asif Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب آئیں آئیں۔ (جاری۔۔۔۔T19)

T19-16June2026 Abdul Ghafoor/ED: Mubashir 3:50 p.m.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: (جاری۔۔۔) ان کا تو اس ملک میں کوئی حق نہیں ہے پھر آپ نے اور کیا کیا۔ جناب! Lodges کا بل ہے۔

Mr. Presiding Officer: Welcome Khawaja Asif Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! 9000 روپے کا یہ بل ہے۔ میں آپ کی attention چاہوں گی۔ 9000 ہزار روپے کا بل ہے جس میں 66 units آپ نے بل کیے ہیں، 66 units کا 9000 روپے کا بل ہے۔ ابھی ہمارے بڑے بھائیوں نے کہا کہ 38 روپے بجلی کا یونٹ ہے۔ جی نہیں۔ آپ 9000 کو 66 سے divide کیجیے تو کیا جواب آتا ہے 138 روپے؟ آپ 138 روپے ایک یونٹ بجلی کا نرخ لے رہے ہیں۔ کیوں بھائی؟ اس وقت مسلم لیگ (ن) حکومت کی IPPs ,47 ہیں، کوئی 35 کے قریب پیپلز پارٹی کے حکمرانوں کی IPPs ہیں۔ کیوں نہیں آپ negotiate کرتے؟ کیوں غریب کا خون چوس رہے ہیں؟ دودھ پر آپ نے tax لگایا۔ اچھا آپ سن لیں تو

شراب پر کیوں نہیں tax لگاتے؟ شراب تو مفت ملتی ہے۔ شراب پر tax لگائیں نا۔ یہاں پر ہر جگہ شراب بک رہی ہے، لگائیں اس پر tax، لیں پیسے۔ غریب کے بچے کے دودھ پر آپ کیوں tax لگاتے ہیں؟ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے نا آپ کو۔ یہ مسئلہ ہے آپ کا۔

آپ مجھے یہ بتائیں، بجلی پر tax کب ختم کریں گے؟ cigarette پر tax لگائیں، بھلے ہمارے لوگوں کی ہی cigarette کی factories ہوں۔ آپ cigarette پر tax لگائیں، luxury goods پر tax لگائیں۔ کیوں اس ملک میں باہر کے chocolate ملتے ہیں؟ کیوں اس ملک میں بڑی بڑی گاڑیاں import نہیں ہوتی ہیں؟ کوئی غریب ملک نئی گاڑیاں نہیں لاتا، یہاں کیا مسئلہ ہے؟ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ FBR کہتا ہے کہ بھائی tax اکٹھا کرنا ہے۔ نئی گاڑی پر زیادہ tax ہوتا ہے۔ پاکستان میں second-hand گاڑیاں آنی چاہئیں کیونکہ غریب آدمی reconditioned گاڑی خرید سکے لیکن نہیں، یہاں پر تو پیسے اکٹھے کرکے لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔

آپ کی پانچ وہ industries جن کو خاص طور پر مراعات دیتے ہیں، کون ہیں وہ لوگ؟ کیوں ہیں وہ لوگ؟ آپ مجھے بتایئے سب سے پہلے آپ کا IPPs, electricity sector ہے۔ اچھا نئی کہانی، دنیا اس وقت solar پر جا رہی ہے پاکستان وہ واحد ملک ہے جس میں 5.3 GW fastest solarizing nation on the planet آپ نے منگوایا solar panel لیکن ماشاءاللہ حکومت کہتی ہے ہم net metering ختم کریں گے، solarization کو ہم tax کریں گے۔ ارے بھائی، یہ کس قسم کا ظلم ہے آپ کا؟ کیوں؟ ہندوستان میں اس وقت ہمارے جیسا coal راجستھان میں ہے اس سے وہ LNG بنانے جا رہے ہیں۔ چین بڑے عرصے سے coal سے LNG بنا رہا ہے۔ ہم یہاں پر IPPs اور لگا رہے ہیں، ماشاءاللہ، ماشاءاللہ۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے Diamer-Bhasha Dam 2028 تک بننا تھا لیکن نہیں، slow ہو گئے کیونکہ اگر وہ بن گئے hydroelectric بڑی سستی بجلی ہوتی ہے۔ IPPs کی کون خریدے گا؟ capacity payment کون کرے گا؟ ہم نے نہیں کرنی ہے نا۔ ہمارے پاکستان کے غریب عوام کا خون چوسا جائے گا۔ اچھا اور یہ بتایئے کہ ہم نے اتنی زبردست diplomatic deal, coup کی ہے لیکن ساتھ ہمارے ایران بیٹھا ہے۔ ابھی بلوچستان سے تیل کی smuggling کی بات ہو رہی تھی۔ مجھے یہ بتایئے، ہم امریکہ بہادر کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم آپ کے پاؤں پڑتے ہیں، ہم آپ کے گھٹنے کو ہاتھ لگاتے ہیں، وہ تو ہم لگاتے ہیں لیکن ہم ان کو نہیں کہہ سکتے کہ ہم ایران سے تیل لیں، ہم سے sanctions ہٹاؤ، ہمارے لوگوں کو 100 روپے کا تیل چاہیے؟ یہ نہیں ہم کہہ سکتے۔ ہم کہیں گے کہ باہر پہلے ہم Switzerland and London میں اپنی properties رکھتے تھے، اب وہاں ذرا حالات خراب ہو رہے ہیں تو اب ہم Belarus جا رہے ہیں۔ اب سنا ہے Kyrgyzstan میں ایک gold کا vault ہے، وہاں بھی ہمارا

interest ہے۔ Azerbaijan ماشاءاللہ، ماشاءاللہ۔ارے بھائی، جانا تو ہم سب نے چھ فٹ زمین کے نیچے ہے، وہاں کون سا سونا آئے گا؟ کون سی ہماری جائیدادیں آئیں گی؟ ہمیں شرم کرنی چاہیے۔

اچھا جی، population کے ساتھ آپ بہت ظلم کر رہے ہیں۔ ابھی سورۃ البقرہ کی آیت کا ذکر ہو رہا تھا، تو ایک سورۃ البقرہ کی اٹھارویں آیت ہے جو مجھے بہت پسند ہے، یہ ابو جہل اور ابو لہب کے لیے آئی تھی (عربی) ان کو سنائی نہیں دیتا یہ گونگے ہیں ان کو نظر نہیں آتا اور یہ پلٹنے والے نہیں ہیں۔ یا اللہ ہمیں معاف کر (عربی) یہ وہ قوم ہے جو تُو نے ہمارے سر پر بٹھائی ہوئی ہے، ہمارے بھائی ہیں، ہمارے اپنے لوگ ہیں جو اپنے ملک کو سوتیلا ملک سمجھتے ہیں۔ اپنی چیز کو کوئی ایسے treat کرے گا جیسے ہماری فنانس منسٹری، بجٹ بناتی ہے؟ آپ مجھے بتائیں کوئی مشکل نہیں ہے IMF کو ہم چھٹی کرا سکتے ہیں، پانچ سال میں آپ IMF کو ختم کر سکتے ہیں لیکن کیوں کریں گے آپ؟ میں آپ کو طریقے بھی بتا دیتی ہوں within five years, you can get out the IMF trap لیکن آپ کو تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی۔ محنت بھی کوئی اتنی زیادہ نہیں ہے۔ IMF آپ کو budget dictate کراتا ہے، وہ بجٹ تو نہیں ہے جو آپ کے لیے ہونا چاہیے۔ آپ ان کی بات سن لیں، ٹھیک ہے، لیکن کچھ اپنی عقل بھی بیچ میں لگائیں۔

مجھے بتائیں primary surplus extra آپ کے پاس پیسے ہوتے ہیں، جو بچ جاتے ہیں، اس وقت ڈھائی فیصد IMF نے آپ کو target دیا ہے، اب آپ مجھے check کریں۔

Mr. Presiding Officer: Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur sahiba, please wind up.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین!، بول لینے دیں، کچھ نہیں ہوتا۔ آپ مجھے آخر میں باری دیتے ہیں، کچھ تو خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور کرسیاں بھی خالی ہیں۔ میں خود کو اور آپ کو ہی تنگ کر رہی ہوں۔ کھانا کھلادوں گی بعد میں ساروں کو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: ٹھیک ہے۔ ایک سیکنڈ۔ آپ current account deficit کو کم کریں اور current account deficit کیسے کم ہوگا؟ ایک tax net بڑھانے سے ان غریب تنخواہ داروں کو آپ tax نہ کریں بلکہ tax net بڑھائیں۔ پاکستان آٹھ فیصد tax دیتا ہے جبکہ دنیا کی روایت ہے 30% ,25 ,20 تو کیوں نہیں tax net بڑھاتے؟ 3.8 ملین کا data ہے، آپ کے

پاس ہماری حکومت کے وقت سے data پڑا ہے کہ یہ لوگ جہازوں میں پھرتے ہیں، جن کا آپ نے tax کم کر دیا۔ یہ لوگ بڑی بڑی گاڑیاں خریدتے ہیں، ان کو tax کریں نا، کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ وہ اپنے ہیں۔آپ ہر طرح کی چیزیں import کرتے ہیں، ان کو کم کریں۔آپ اپنے non-development expenditure کے خرچے کو کم کریں۔ آپ freeze کیجیے، federal hiring کو for three years only freeze کیجیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ڈاکٹر صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! نہیں، اتنی جلدی نہیں جان چھوٹے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، بس کریں ابھی اور بھی speakers ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! State-Owned Enterprises کو کیوں نہیں آپ privatize کر رہے؟ پانچ سال ہو گئے۔ آپ ایک ایک Consultant کو millions of dollars کے لیے hire کرتے ہیں۔وہ Consultant millions لے کر چلا جاتا ہے لیکن State-Owned Enterprise privatize نہیں ہوتی۔ کیا وجہ ہے؟ کرنا نہیں چاہتے کیونکہ جو لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے مراعات لینی ہیں۔آپ State-Owned Enterprises کو privatize کریں، circular debt اور IPPs کو کم کریں۔آپ primary surplus کو regular کریں۔آپ pensions reforms لے کر آئیں۔ لوگ اپنی salary سے pension کے لیے 10% contribute کریں اور Federal Cabinet کو 25 فیصد کم کیجیے۔ آپ اپنے خرچے کم کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ ڈاکٹر صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! Imported گاڑیاں، 85 ہزار گاڑیاں اس ملک کے پاس ہیں۔ حکومت کی 85 ہزار گاڑیاں ہیں اور ہر سال ابھی 5 ارب کی گاڑیاں پنجاب میں پولیس والوں کے لیے آئی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔آپ کو کرنا پڑے گا، ورنہ وہی حال ہے۔ہیلتھ میں جو میرا اپنا subject ہے، ابھی کوئی کسی مسئلے سے Mayo hospital گیا، وہاں نہ بجلی تھی، نہ پنکھا تھا۔آپ مجھے بتائیں، لاہور ہمارا تخت لاہور، Paris of Punjab وہاں پر سب سے بڑے Mayo hospital میں نہ بجلی، نہ پنکھا اور ہم اپنے علاج کے لیے Switzerland جاتے ہیں۔جناب والا! یہ کیا ہے؟ پاکستان ہیلتھ پر 25 dollar per capita spend کرتا ہے، ڈالر، روپے نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں، ڈاکٹر صاحبہ، wind up کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: انڈیا 70 سے 80 ڈالر اسی طرح اگر آپ بنگلادیش کو دیکھیں 40 ڈالر کرتا ہے۔ سری لنکا 50 ڈالر، ایران 200 ڈالر ہیلتھ کے اوپر per capita کرتا ہے۔ اسی طرح آپ education دیکھیں education پر اس مرتبہ 0.8% رکھا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Provincial subject.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! میں آپ کا Federal Budget بتا رہی ہوں اس پر 0.8% ہے۔ آپ کی education پر 15% per capita dollar spend کرتے ہیں۔ آپ کیا expect کرتے ہیں؟ آپ اس ملک میں جانور cattle، آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ ویسے تو آپ ہمیں ذبح کر ہی رہے ہیں، آپ ہمارا کیا کریں گے؟ نہ آپ پڑھائیں گے، نہ لکھائیں گے۔ آپ کا NFC ایوارڈ ہے جس کے اوپر بہت لے دے ہو رہی ہے۔ آپ NFC میں Human Development Index ڈالیں اور اپنے صوبوں میں accountability لے کر آئیں۔ (جاری---T20)

T20-16June2026 Tariq/Ed: Waqas. 04.00 pm

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور---(جاری)---آپ NFC میں Human Development Index ڈالیں اور اپنے صوبوں میں accountability لے کر آئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ ابھی luckily ادھر کے سپیکر موجود نہیں ہیں تو میں آپ لوگوں کی طرف آیا ہوں۔ سینیٹر فلک ناز صاحبہ آپ briefly بات کریں اور اس کے بعد سینیٹر مشعال اعظم صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! میں آخری بات کرنا چاہوں گی۔ وہ یہ کہ third schedule Sales Tax 1990 جو آپ نے نکالا ہے وہ تو آپ نے کسی کو بتایا ہی نہیں ہے۔ صابن پر ٹیکس، شیمپو پر ٹیکس، AC پر ٹیکس، فریج پر ٹیکس، الیکٹرک بلب پر ٹیکس، کتابوں پر ٹیکس، کھانے پر ٹیکس، beverages پر ٹیکس، جناب مجھے بتائیں کہ آپ یہ کس کو الو بنا رہے ہیں، کیوں آپ ہم لوگوں کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں تو پھر وہی ہوگا جو آپ لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دیکھیں یہ چار دن کی چاندنی ہے، آپ ابھی اس کرسی پر دو گھنٹے کے لیے

بیٹھے ہیں، اس کے بعد آپ ہمارے ساتھ ہی آکر بیٹھیں گے۔ جناب سب کے ساتھ یہی ہونا ہے۔آپ سب کو یاد دلا دیں کہ آخر سب کا حشر ایک ہی ہونا ہے تو اس بات کا خیال کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، فلک ناز صاحبہ، براہ مہربانی آپ briefly اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Senator Falak Naz

سینیٹر فلک ناز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے ہمیں وقت دیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ treasury benches پر کوئی بھی رکن موجود نہیں ہے، شرم کے مارے یہ بھاگ گئے ہیں کیونکہ جس طرح کا انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے تو وہ یہاں بیٹھ نہیں سکتے ہیں۔ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ پاکستان کی 75 سالہ تاریخ کا سب سے بدترین بجٹ ہے۔ نہ انہوں نے طلباء کو خوش کیا ہے، نہ غریب عوام کو اس میں کچھ اصلاحات دی ہیں، نہ کسان کو دی ہیں انہوں نے پورے پاکستان پر پٹرول بم پھینکا ہے۔اس سے پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ ایسے بجٹ دینے سے بہتر ہے تھا کہ پاکستان کی 25 کروڑ عوام پر یہ بم پھینکیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے میں اس بجٹ کو مسترد کرتی ہوں۔

یہ بجٹ غریب مکاؤ بجٹ ہے۔ اس غریب مکاؤ بجٹ کو ہم پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے مسترد کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلے اپنے علاقے کی بات کروں گی کیونکہ میرا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے۔ پچھلے پچاس سال سے صوبہ خیبر پختونخوا احساس محرومی کا شکار ہے کیونکہ آپ سب کو پتا ہے کہ چالیس سالوں میں سے تین سال ہماری حکومت کے نکال لیں وہی ہماری فلاحی حکومت تھی جو کہ خان صاحب کا سنہری دور تھا۔ اس کے بعد 33 سال یہ خاندان شریفین اس ملک کو لوٹتے رہے ہیں۔ کبھی چھوٹے بھائی کی پنجاب میں حکومت، کبھی بڑے بھائی کی وفاق میں حکومت، کبھی بھتیجی کی حکومت پنجاب میں، کبھی بھتیجے کی پنجاب میں حکومت۔ اسی طرح یہ لوگ غریب عوام کو لوٹتے رہے اور انہوں نے جس طرح سے پاکستان کو اس نہج پر پہنچایا ہے یہ credit اس شاہی خاندان کو جاتا ہے۔

میں یہاں یہ بات کرتی چلوں کہ دیکھیں یہ جو گولی کی سرکار ہے جو فارم 47 کے طور پر ہمارے اوپر مسلط ہوئی ہے ان کی بربادی ماڈل ٹاؤن کے واقع سے شروع ہوتی ہے، پھر بھی ان کا دل نہیں بھرا تو انہوں نے 9 مئی کرایا، پھر ان کا دل نہیں بھرا تو انہوں نے 4 اکتوبر کو ہمارے workers کو شہید کیا، اس سے بھی ان کا دل نہیں بھرا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اگر بجٹ پر بحث کریں۔ آپ کو تو موقع بجٹ پر بات کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔

سینیٹر فلک ناز: میں بجٹ پر آ رہی ہوں، یہ بھی بجٹ کا تسلسل ہے۔ اس کے بعد انہوں نے 26 نومبر کرایا، پھر بھی ان کا دل نہیں بھرا، پھر انہوں نے مریدکے کا واقعہ کیا، پھر بھی ان کا دل نہیں بھرا تو آپ دیکھیں کہ ابھی کشمیر لہو لہان ہے، انہی کی وجہ سے کشمیر میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ سب ان کے سامنے ہے، ان کو شرم نہیں آتی ہے، یہ یہاں بیٹھ نہیں سکتے ہیں، ان کا کوئی منسٹر ہمیں face نہیں کر سکتا ہے۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ پچھلے تین سالوں سے یہ پاکستان تحریک انصاف کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ بس خان صاحب کو انہوں نے جیل میں ڈال دیا، تب بھی انہیں سکون نہیں آتا ہے، میں ان کو کہتی ہوں کہ خان کی تصویر سے انہیں خوف ہے، خان کے نام سے انہیں خوف آتا ہے، اگر ان میں تھوڑی سی غیرت اور حیا ہو تو ایک لمحے کے لیے، ایک گھنٹے کے لیے یا دس منٹ کے لیے خان کو باہر نکالیں تو انہیں خان کی شہرت کا پتا لگ جائے گا کہ خان کیا چیز ہے۔ خان صرف اس وقت پاکستان کا لیڈر نہیں ہے، خان امت مسلمہ کا لیڈر ہے اور خان لیڈر ہونے کے ساتھ ساتھ international hero بھی ہے۔ جب یہ لوگ اس ملک کو لوٹ رہے تھے اس وقت خان پاکستان کی خدمت کر رہا تھا، خان پچھلے ستر سالوں میں جب وہ سترہ سال کے تھے تو وہ کرکٹ کے میدان میں تھے، انہوں نے اپنی عمر اس ملک کو دی، انہوں نے کرکٹ کے میدان میں پاکستانی ٹیم کو دنیا کی بہترین ٹیم بنایا، جب عمران خان صحت کے میدان میں آئے تو انہوں نے شوکت خانم جیسا ہسپتال دیا، جب وہ تعلیم کے میدان میں آئے تو میرے لیڈر نے نمل جیسی یونیورسٹی دی، عمران خان کا یہ لوگ مقابلہ کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر فلک ناز: میں اسی پر آ رہی ہوں۔ عمران خان پچیس کروڑ عوام کی سوچ بن گیا ہے، عمران خان پچیس کروڑ عوام کا نظریہ ہے، آپ لوگ اسے جیل میں ڈال کر پاکستان کے نظریے اور سوچ کو تبدیل نہیں کر سکتے ہیں۔ عمران خان عالم اسلام کا لیڈر ہے، وہ پاکستان کی شان ہے، آپ انہیں جتنا جیل میں رکھیں گے اتنا وہ شہرت کی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ آپ کو آپ کی turn کے بغیر آپ کو وقت دیا ہے، براہ مہربانی آپ wind-up کریں۔

سینیٹر فلک ناز: میں جس صوبے سے تعلق رکھتی ہوں وہ احساس محرومی کا شکار ہے۔ دیکھیں ان کی نالائقی کی وجہ سے 90% بلوچستان ان کے ہاتھ سے نکل چکا ہے، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کا حق بھی یہ لوگ کھا رہے ہیں، انہیں صرف پنجاب نظر آتا ہے۔ ہمارے پچھلے پچاس سالوں سے افغانستان کے ساتھ تجارتی تعلقات ہیں، ہمارے بارڈر بند کر دیا ہے، وہاں ہماری industry بند ہو گئی ہے۔ ایران اور امریکہ کے درمیان جنگ بھی ہوئی پھر بھی وہ بارڈر کھلا رہا لیکن ہمارا افغانستان کا بارڈر، ہمارے خیبر پختونخوا کی جو industry ہے اس کی وجہ سے ہمارا

کاروبار چلتا تھا وہ انہوں نے بند کیے ہوئے ہیں۔ میں اپنے علاقے چترال کی طرف آتی ہوں۔ چیئرمین صاحب، آپ ابھی مجھے وقت دیں گے کیونکہ چترال انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ دو اضلاع پر مشتمل ہے۔ انہوں نے اسے اس لیے نظر انداز کیا ہے، وہاں کی ساڑھے پانچ لاکھ کی آبادی ہے، انہوں نے فارم 47 کی حکومت کو بلدیاتی الیکشن میں بھی مسترد کیا تھا اور جو 8 فروری 2024 کو جو الیکشن ہوا تھا، انہوں نے دونوں صوبائی سیٹوں پر پاکستان تحریک انصاف کو ووٹ دیئے اور NA-1 سے بھی پاکستان تحریک انصاف کے candidate وہاں سے جیتے ہیں۔ 8 فروری 2024 کو لوگوں نے کس لیے ووٹ دیے تھے وہ تو سب کو پتا ہے، نہ ہمیں روڈ بنانے کے لیے، نہ ہمیں پل بنانے کے لیے، نہ ہمیں ہسپتال بنانے کے لیے اور نہ مہنگائی ختم کرنے کے لیے، انہوں نے ووٹ دیے تھے عمران خان کو، امت مسلمہ کا لیڈر، پاکستان کی شان کی رہائی کے لیے انہوں نے ہمیں ووٹ دیے تھے، ابھی بھی سب لوگ ہم سے یہی پوچھتے ہیں، ہم جہاں بھی جاتے ہیں، ہم ہسپتال جاتے ہیں، ہم بازار جاتے ہیں، آپ میری بات سنیں۔ انہیں کہیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔ حوصلہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بجٹ پر بات کریں، آپ کے پاس کوئی proposal ہے تو بتائیں۔

سینیٹر فلک ناز: بجٹ کی بات کر رہی ہوں، حوصلہ کریں، انہیں کہیں کہ یہ سنیں، یہ تو حکومت میں ہیں اور ہم اپوزیشن میں ہیں، ہمارا کام ہے کہ ہم بات کریں، شور شرابہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ آپ نے شور شرابہ کر لیا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی proposal ہیں تو دیں نہیں تو مشعال صاحبہ انتظار کر رہی ہیں۔ بار بار وہاں سے کہہ رہی ہیں کہ میری turn ہے مجھے بولنے دیں۔

سینیٹر فلک ناز: چیئرمین صاحب! دیکھیں ابھی سات منٹ ہوئے ہیں۔ میرا تعلق چترال سے ہے، وہ ایک پسماندہ علاوہ ہے، دو اضلاع پر مشتمل ہے، وہاں سے NA-1 کے ہمارے عبداللطیف چترالی صاحب وہاں سے منتخب ہوئے تھے، انہیں دس سال کے لیے disqualify کرکے جیل میں ڈال دیا، اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے 65 ہزار ووٹ لیے تھے، اس کا قصور یہ تھا کہ وہ چترال کی ایک توانا آواز تھی، وہ خان کے نظریے کے ساتھ کھڑا تھا، جب چھبیسویں آئینی ترمیم آ رہی تھی تو انہیں ایک ارب روپے کی آفر آئی، انہوں نے ٹھکرا دیا تو انہوں نے اسے disqualify کر دیا۔ پچھلے ہفتے جناب میں جب ان سے ملنے اڈیالہ جیل گئی۔ میں صبح ساڑھے سات بجے گئی تھی، یہ میڈیا والے بھی سن لیں، وہ NA-1 کا sitting MNA ہے، جب میں ادھر گئی۔

آگے جاری---(T-21)

سینیٹر فلک ناز: (جاری۔۔۔۔) جب میں ان سے ملنے اڈیالہ جیل گئی۔ میں صبح ساڑھے سات بجے گئی تھی یہ mediaوالے بھی سن لیں وہ NA 1کاsitting MNA ہے۔ میں ساڑھے سات بجے اڈیالہ جیل گئی اور میں نے وہاں چار گھنٹے انتظار کرتی رہی۔ وہاں جو عام قیدی ہوتے ہیں جو قتل کے کیس میں، دہشتگردی کے کیس میں، میں ان کے ساتھ بیٹھی رہی۔ میں نے ان کو بتایا کہ میں ایک sitting Senatorہوں مجھے ان سے ملنے دیں وہ ہمارے چترال کے MNA ہیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے چار گھنٹے انتظار کیا اس کے بعد جب مجھے عبدالطیف کے پاس لے گئے تو وہاں کچھ اور منظر تھا۔ 65000 vote لینے والے sitting MNA کو انہوں نے پنجرے میں بند کیا ہوا ہے، خدا کی قسم۔ میں نے ان کو دیکھنے کی بہت مشکل سے کوشش کی لیکن وہ مجھے نظر نہیں آئے اور میں نے intercomپر ان سے بات کی۔ یہ لوگ عبرت کا نشان بنیں گے، اللہ ان کے خاندان کو نیست نابود کرے۔ اس کا قصور کیا ہے؟

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! آپ آج مجھے بولنے دیں گے۔ آج مجھے بولنے دیں گے کیونکہ بہت مدت کے بعد مجھے وقت ملا ہے۔ جب میں نے اپنے MNA سے ملاقات کی تو میں نے بہت کوشش کی کہ وہ مجھے نظر آئیں لیکن مجھے نظر نہیں آئے۔ ان کی آواز بھی میں نے مشکل سے سنی ان کو میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ عوام کے لیے کیا message ہے۔ عبدالطیف صاحب نے مجھے کہا کہ انہوں نے مجھے C-classمیں بھی نہیں رکھا ہے، مجھے توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن میں اپنے لیڈر عمران خان کے نظریے کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میرا یہ message پاکستانی عوام کو پہنچادیں کہ وہ عمران خان کے لیے جدوجہد کریں مجھے چھوڑ دیں۔ اس کے بعد وہاں پر دو بچوں نے مجھے آواز دی، وہ بھی وہاں پنجرے میں بند تھے۔ دو بچے تھے ایک 19سال کا اور ایک 20سال کا بچہ تھا۔ انہوں نے کہا سینیٹر صاحبہ ہماری آواز سنیں اور باہر mediaوالوں کو پہنچادیں۔ ہمارے لیے ایوان بالا میں آواز اٹھائیں۔ میں نے ان سے پوچھا ایک بچے کا نام عمر فاروق تھا۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! ابھی دس منٹ ہوئے ہیں مجھے اور بولنے دیں۔ مجھے دو منٹ اور دے دیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ عمر فاروق میرا نام ہے اور میں چکری کا رہنے والا ہوں۔ میں دو سال military custodyمیں رہا ہوں اور وہاں ہماری بات کسی نے نہیں سنی۔ اب انہوں نے ہمیں اڈیالہ جیل میں بند کر دیا ہے، ابھی تک ہمارے پاس کوئی وکیل نہیں ہے، ہماری بات کوئی نہیں سن رہا کہ ہم یہاں ہیں۔

9th May کے جو PTI کے دو اور قیدی ہیں وہ ذہنی مریض بن گئے ہیں ان کو انہوں نے mental ward میں ڈال دیا ہے اور ایک بندہ cocaine and ice کے نشے کا شکار ہو گیا ہے۔ ایک بچہ تھا دانش وہ بھی مجھے ملا ایک مہینہ پہلے اس کے والد صاحب فوت ہوئے تھے۔ اس کے والد صاحب بستر مرگ میں یہی کہتے رہے کہ میرے بیٹے سے مجھے ملا دو لیکن اس کو ملنے نہیں دیا۔ ان کا مرنے سے پہلے ایک ہی الفاظ تھے کہ میرا جنازہ اڈیالہ کے سامنے لے جانا اور میرے بیٹے کو میرا دیدار کرا دینا۔ وہ بھی نہیں کرنے دیا۔

یہ لوگ بات کرتے ہیں ان کو شرم نہیں آتی ہے۔ جب ہماری حکومت تھی میرے لیڈر نے Cabinet meeting بلائی جب ان کے platelets گر گئے تھے۔ وہ معلوم نہیں کیسے گر گئے تھے، کہاں جا رہے تھے۔ آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں۔ اپنے اندر برداشت پیدا کریں، بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! اس کو بیٹھنے کا کہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پاس ایک آخری منٹ ہے۔

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! مجھے دو منٹ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں آپ کے پاس ایک منٹ ہے۔

سینیٹر فلک ناز: میرے لیڈر نے Cabinet meeting call کی اور اس کو باہر جانے دیا، اس کی بیٹی کو رہائی دی۔۔ ہمارے لیڈر شبلی فراز کا کیا قصور تھا؟ وہ خان صاحب کے نظریے کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان کو 50 years کے لیے disqualify کر دیا، ان کو سزا دی۔ وزیر زرتاج گل کا کیا قصور تھا؟ ایک خاتون تھی سرداروں کے مقابلے میں election لڑ کر آئی تھی اس کو بھی disqualify کر دیا۔ اس کی والدہ جب فوت ہو رہی تھی تو ان کے آخری الفاظ تھے زرتاج گل، زرتاج گل کہتے ہوئے جان دے دی۔ ان کو یہ سب بدعا لگے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فلک ناز صاحبہ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ Now, I give the floor to Senator Mashal Azam. آپ کا مائیک on ہے بات کریں۔ مشعال صاحبہ بات کریں آپ کا مائیک on ہے۔

سینیٹر مشعال اعظم: ایک منٹ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں! اب بس آپ بات کریں۔ ان کا وقت پورا ہو گیا ہے، آپ بات کریں۔ مشعال صاحبہ آپ بات کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر فلک ناز: جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو دس دفعہ ایک منٹ دیا ہے۔ فلک ناز صاحبہ کا مائیک on کریں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں اپنے علاقے کی طرف آتی ہوں۔ میں پچھلے ہفتے چترال گئی تھی۔ میں جب Lowari Tunnel پہنچی تو میں نے وہاں کا grid station دیکھا۔ Lowari Tunnel اللہ مشرف صاحب کو جنت نصیب کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: افنان صاحب تشریف رکھیں۔ افنان صاحب ان کو ایک منٹ دیا ہے آپ درمیان میں نہ بولیں۔

سینیٹر فلک ناز: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! جب میں چترال جا رہی تھی Lowari tunnel پر میں گئی اور وہاں پر میں نے grid station دیکھا انہوں نے پنجاب میں کسی کو contract پر دیا ہوا ہے اور وہ کام نہیں کر رہا۔ اس grid station کے وہ لاکھوں روپے لے رہے ہیں لیکن کام نہیں کر رہے وہ بند پڑا ہے۔ میں نے پوچھا یہ grid station کس لیے ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ Lowari tunnel کے ventilation اور وہاں کی lighting کے لیے ہے، وہ نہیں ہے۔ میں تھوڑا آگے گئی وہاں پر toll plaza بنا ہوا ہے اور وہاں چترال کی غریب عوام سے tax لے رہے ہیں ۔ میں نے پوچھا آپ tax کس بنیاد پر لے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ ventilation, maintenance and lighting کا tax ہم لے رہے ہیں۔ پورے پاکستان پر NHA نے implement کیا ہے۔ میں چترال کی سڑکوں کے حالات بتاتی ہوں جب میں وہاں سے آگے گئی پہلے میں نے lower district کا visit کیا پھر upper Chitral گئی۔ میرا یقین کریں ان کو اکھاڑ دیا ہے موہنجوداڑو کے کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ آپ ادھر نہیں جا سکتے۔ میں سب لوگوں کو دعوت دیتی ہوں کہ کسی بھی پارٹی سے بالاتر ہو کر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: 1.5 minute ہو گیا اب تشریف رکھیں۔

سینیٹر فلک ناز: سینیٹرز میرے ساتھ Chitral visit کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشعال صاحبہ آپ اپنی بات شروع کریں۔

Senator Mashal Azam

سینیٹر مشعال اعظم: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میں آج اس ایوان میں کسی اشرفیہ کی نمائندگی کرنے کے لیے نہیں آئی ہوں۔ میں اس ایوان میں بجٹ کے موقع پر پاکستان کی پچیس کروڑ عوام، اس ملک کے بھوکے بچوں کے آنسو اور اس ملک کے غریب لوگوں کے بوجھے ہوئے چولہوں کی آگ کی وکالت کرنے آئی ہوں۔ حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ بجٹ اس ملک کی غریب عوام کا معاشی death warrant ہے۔ یہ بجٹ IMF کا پیش کردہ اور ان کا بنایا گیا ہے۔ اصل میں یہ بجٹ بنایا ہی IMF کی dictation پر ہے یہ وہ دستاویزات ہیں جس میں figures آگے پیچھے کیے گئے اور یہاں بیٹھے کسی بھی شخص نے ضرورت ہی نہیں محسوس کی کہ ہم اس کتاب کو کھول کر دیکھ لیں کہ اس کے اندر کیا ہے۔ ہم تو opposition میں ہیں اس لیے ہمیں تو یہ دستاویزات جمعہ والے دن ملیں۔ میرے خیال سے PML (N) کو بھی یہ جمعہ کو ہی ملی ہے اور جمعہ کو ملنے کے بعد انہوں نے اس کو کھولنے کی کوشش ہی نہیں کی کیونکہ ان کو تو instructions ہیں کہ انہوں نے اس کو as soon as pass کرنا ہے۔

جب ہمیں جمعہ کو یہ دستاویزات ملیں تو میں نے اس کو پڑھنے کی تھوڑی بہت کوشش کی کہ اس کے اندر کیا ہے۔ میں نے اس دن Finance Minister کی باتیں سنیں، میں نے یہاں موجود Treasury bench کے اراکین کی باتیں سنیں۔ میں نے پہلی دفعہ ان کی باتیں لکھیں، points لکھے تاکہ میں ان کو جوابات دے سکوں تاکہ کوئی چیز بھی میں بھول نہ جاؤں۔ Finance Minister نے اس دن بہت کمال سے کہا، انہوں نے دو باتیں کیں اور مجھے بہت اچھی لگیں۔ انہوں نے ایک بات یہ کی کہ میں good ہوں، میرا boss better ہے، اس کا boss best ہے۔ یہ ان کی finance speech تھی، budget speech یہ تھی۔ دوسری بات انہوں نے کی تھی کہ پاکستان کی معیشت یا انہوں نے پاکستان کا لفظ استعمال نہیں کیا انہوں نے کہا کہ معیشت اچھی ہو رہی ہے، معیشت اچھی جا رہی ہے، مستحکم ہو رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کس کی معیشت مستحکم ہو رہی ہے؟ Finance Minister کے گھر کی معیشت مستحکم ہو رہی ہے، ان کے بچوں کی معیشت مستحکم ہو رہی ہے، Treasury benches میں بیٹھے لوگوں کی معیشت مستحکم ہو رہی ہے یا 17 seats پر بیٹھے مسلط شدہ حکومت کی معیشت مستحکم ہو رہی ہے۔ کیونکہ میرے ملک کے غریب کے تن پر کپڑے نہیں ہیں، ان کے پیٹ میں دو وقت کی روٹی نہیں جا رہی، تو کیسی معیشت، کہاں کی معیشت؟ Finance Minister نے جب باتیں کیں تو مجھے ہی نہیں کہ وہ اس ملک کے Finance Minister ہیں۔

مجھے لگا کہ وہ شاید IMF کے ذاتی ملازم ہیں ایسا لگ نہیں رہا تھا کہ وہ اس ملک کا بجٹ پیش کر رہے تھے لگ یہ رہا تھا کہ وہ IMF کی نوکری پکی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جب بھی وہ یہاں سے جائیں۔ (جاری۔۔۔۔۔T22)

T21-16June2026 Naeem Bhatti/Ed; Shakeel 4:20 pm

سینیٹر مشال اعظم: (جاری۔۔۔۔) لگ یہ رہا تھا کہ وہ IMF کی نوکری پکی کرنے کے کوشش کر رہے ہیں کہ جب وہ یہاں سے جائیں تو IMF انہیں لگے ہاتھوں نوکری دے دے، وہ شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ tax net بڑھا رہے ہیں، آپ کس چیز کا tax net بڑھا رہے ہیں کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ غریب عوام کی ہڈیوں کا گودا نچوڑ رہے ہیں، non-filer کے نام پر آپ نے غریب عوام کا جینا حرام کر دیا ہے۔ المیہ تو یہ ہے کہ جب اس ملک میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے تک، کفن پر بھی tax ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم غریب عوام کی بھلائی کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں نے اس بجٹ میں ایک بڑی interesting بات دیکھی ہے کہ اس بجٹ کا 43%, ہم نے جو قرض لیے ہیں، ہم اس پر جو سود واپس کریں گے، ہم اس سود پر اربوں روپے دیں گے، یہ ہے وہ بجٹ جو ہمارے شاندار وزیر خزانہ اور سترہ سیٹوں پر بیٹھی ہوئی حکومت نے بنایا ہے۔ اس بجٹ میں ایک اور بات کی گئی کیونکہ میرا تعلق خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی سے ہے، وہاں تمباکو cash crop ہے، میرے علاقے کے 70% لوگ تمباکو کی کاشتکاری کرتے ہیں۔ آپ نے تمباکو پر اربوں روپے کا tax بڑھا دیا، آپ نے میرے علاقے میں کاشتکاری کرنے والے لوگوں کا جینا حرام کر دیا، آپ نے ان کی فصلوں سے ملنے والے منافع کو تباہ و برباد کر دیا۔ آپ نے ان کے لیے زندگی مشکل کر دی ہے اور بدلے میں آپ کو کیا ملا، interesting بات یہ ہے کہ اگر آپ FBR کے گوشوارے دیکھیں تو 2024 میں آپ نے تمباکو کی مد میں جو tax حاصل کیا as compare to آج کا دیکھیں تو وہ زیادہ ہے۔ جناب اعظم نذیر تارڑ صاحب نے کہا کہ facts and figures پر بات کریں، چلیں میں آپ کے ساتھ facts and figures پر بات کرتی ہوں۔ وفاق نے خیبر پختونخوا کے جو بقایا جات دینے ہیں، اگر میں roughly بتاؤں تو وہ 434 billion rupees ہیں، یہ کس کس مد میں ہیں؟ NHP کی مد میں 68 billion rupees ہیں، FATA کے لیے جو commitments ہوئی ہیں، اس میں ابھی تک 216 billion rupees ہیں، oil tax کی مد میں 83 billion rupees ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کی مد میں 53 billion rupees ہیں۔ آپ نے ایک صوبے کو 434 billion rupees دینے ہیں اور وہ آپ نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور کمال بے شرمی دیکھیں کہ آپ اس صوبے کو NFC کی meeting میں بلاتے ہیں کہتے ہیں کہ وفاق

کو مزید پیسے دیں، آپ ہمیں 109 billion rupees دیں، 65 billion rupees tax کی مد میں دیں، وہ صوبہ جو بلوچستان کی طرح اس ملک کے امن کے لیے frontline پر لڑ رہا ہے، امن کے لیے لڑ رہا ہے، دہشت گردی کے خلاف لڑ رہا ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس صوبے کے لیے دہشت گردی کی مد میں آپ جو پیسے دیتے ہیں اسے بڑھاتے کیونکہ اس وقت اس صوبے میں آگ و خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، ہر روز دھماکے ہو رہے ہیں، ہم ہر روز جنازے اٹھا رہے ہیں، ہم پولیس والوں کے جنازے اٹھا رہے ہیں، ہم اپنے لوگوں کے جنازے اٹھا رہے ہیں، ہم آرمی کے شہداء کے جنازے اٹھا رہے ہیں۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس صوبے کی پولیس کو مزید facilities دیتے، آپ امن کے لیے پیسے دیتے لیکن آپ نے الٹا صوبے سے ہی پیسے مانگ لیے۔ مجھے بتائیں کہ 18^{th} Amendment کے بعد یہ possible ہے، آپ تو کہتے ہیں کہ قانون ایسا، آئین ایسا، جب ہم آپ سے بات کرتے ہیں تو آپ کہتے کہ عدالت جائیں جبکہ عدالتیں آپ نے یرغمال کی ہوئی ہیں، 26^{th} Amendment میں آپ سے جو تھوڑی بہت چیزیں رہ گئی تھیں وہ آپ نے اپنے لیے 27^{th} Amendment میں کر لی ہیں اور ان شاءاللہ 28^{th} Amendment کے بعد آپ اسی ریڈار پر آئیں گے اور آپ بھی جیلوں میں ہوں گے۔

جناب والا! آپ نے PSDP میں خیبر پختونخوا کو کیا دیا، آپ نے PSDP میں خیبر پختونخوا کو صرف 3% دیا ہے۔ آپ نے mega projects کے لیے 736 schemes میں سے صرف 6 schemes میں پیسے release کر لیے۔ آپ نے اتنے بڑے صوبہ کے developmental work پر cut لگا دیا ہے۔ آپ امن کے لیے اسے جو پیسے دیتے ہیں، آپ نے اس پر cut لگا دیا ہے۔ FATA کے ساتھ وفاق کی commitments ہوئی تھیں، آپ نے وہاں cut لگا دیا ہے اور الٹا کہتے ہیں کہ صوبہ ہمیں اور پیسے دے۔ آپ کو کشکول ہاتھ میں لے کر مانگنے کی عادت پڑ گئی ہے، آپ نے کہا کہ باہر کے لوگ شاید ہمیں پیسے نہ دیں، آئیں ہم اندر سے ہی پیسے مانگ لیں چونکہ جب عادت پڑ جاتی ہے تو یہ نہیں جاتی۔ میرے خیال میں یہ شہباز شریف کا پانچواں بجٹ ہے جو انہوں نے پیش کیا۔ عوام نے انہیں حکومت کا mandate دیا یا نہیں دیا، یہ دوسری بات ہے لیکن جو انہیں لے کر آئے ہیں ان کی وجہ سے انہوں نے یہ پانچواں بجٹ پیش کیا۔ آپ نے اس ملک کے غریب عوام کے لیے دو وقت کی روٹی کا بھی بندوبست نہیں کیا۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے کیا کیا ہے، ہمیں جو یہ دستاویز دی ہیں، اس میں مجھے ایک چیز تو بتائیں جس میں آپ نے اس ملک کے غریب عوام کے لیے کچھ کیا ہو، آپ ہمیں بتا سکیں اور ہم آپ کے لیے ڈیسک بجا سکیں کہ آپ نے اس ملک کے غریب عوام کے لیے یہ کیا ہے۔ میرے لیڈر عمران خان نے جب اپنا آخری بجٹ دیا تھا تو اس وقت عالمی سطح پر COVID کا بحران تھا لیکن وہ بجٹ اس ملک کے غریب عوام کی بھلائی کا بجٹ تھا۔ اس بجٹ میں اس ملک کے غریب عوام کی بھلائی کی گئی تھی، ان کے لیے بہت ساری چیزیں کی گئی

تھیں۔ اس بجٹ کی ترجیحات ہی اس ملک کے غریب عوام کو relief دینا تھا۔ اس وقت پیٹرول اور بجلی پر subsidy دی گئی، احساس پروگرام کے ذریعے غریبوں کے گھر کے چولہے بند نہیں ہونے دیا گیا۔ اس وقت صنعتوں کو قرض دیے گئے تاکہ لوگوں کو روزگار مل سکے اور آپ کی طرح وہ کشکول لے کر نہ گھومیں۔ میرے لیڈر نے اس ملک کے لوگوں کو خود مختار کرنا چاہا تھا، میرے لیڈر نے اس ملک کے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہا تھا، میرے لیڈر نے ہر چیز پر subsidy دی تھی لیکن آج مجھے بتایا جائے کہ اس دستاویز میں آپ نے اس ملک کے غریب عوام کے لیے کوئی subsidy رکھی ہوئی ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم 2027 میں power sector میں subsidy دیں گے، کیا بات کرتے ہیں، میرے ملک کے غریب عوام کو اس وقت دو وقت کی روٹی چاہیے، آپ کا لولی پاپ نہیں چاہیے۔ آپ کو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، آپ کے گھر کے کتے بھی imported خوراک کھاتے ہیں جس پر آپ نے tax کم کر دیا ہے۔ آپ کو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ اس ملک کے غریب کے tax کا پیسا آپ کے پیٹ میں جا رہا ہے، آپ کو تو مسئلہ ہی نہیں ہے، IMF جو کہتا ہے آپ وہ کرتے ہیں۔ آپ کو تو کوئی لینا دینا ہی نہیں ہے کیونکہ آپ نے تو کبھی اس ملک کے غریب عوام کے درمیان میں نہیں جانا لیکن میں ایک بات بتانا چاہتی ہوں کہ جب بھوک ناچتی ہے تو تمام روایات، تمام آئین اور قانون کو پھر نہیں دیکھتی۔ اس وقت سے ڈریں جب اس ملک کے غریب عوام آپ کے گریبانوں کو پکڑیں گے، اس وقت سے ڈریں جب آپ اپنے گھر سے باہر نکلنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ میں یہ دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ ان کا آخری بجٹ ہے، اس کے بعد نہ یہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ سکیں گے نہ ہی اس ملک کے غریب عوام کے درمیان جا سکیں گے، یہ پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کریں گے، یہ پاؤں پکڑیں گے، deals کریں گے اور باہر بھاگیں گے۔

جناب والا! اس بجٹ کو PTI جو عمران خان کی پارٹی ہے، اس نے اسے غریب مکاؤ بجٹ کا نام دیا ہے۔ یہ بلکہ زمینی حقائق سے عاری ہے، یہ عوام دشمن بجٹ ہے، ہم اس کو یکسر مسترد کرتے ہیں کیونکہ نہ اس میں غریب کے لیے کوئی فلاح ہے، نہ اس میں مہنگائی کا کوئی توڑ ہے، نہ اس میں ملک کے متوسط طبقے کے لیے کچھ لکھا گیا ہے، نہ اس میں ملک کے نوجوان کے لیے کچھ ہے، نہ اس میں ملک کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے کچھ ہے، نہ اس میں متوسط طبقے کا ایک شخص جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتا ہے، اس کے لیے کچھ ہے۔ یہ بجٹ صرف اس لیے کہ آپ کے foreign trips, business tickets or your taxes میں کمی کی جائے، باقی اس بجٹ میں ملک کے غریب عوام کے لیے کچھ نہیں ہے، اس لیے ہم اس بجٹ کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ میں یہ بات علی الاعلان کرنا چاہتی ہوں، آپ اسے شرافت سمجھیں، آپ اسے دھمکی سمجھیں، آپ اسے بدمعاشی سمجھیں، ہم اس ملک کے غریب عوام کے لیے ایوان اندر اور باہر آپ کا مقابلہ کریں اور آخری حد تک جائیں گے۔ آپ

جو مرضی کریں، آپ نے عدالتیں یرغمال کرلیں ہیں، آپ نے قانون کو اپنے گھر کی باندی بنا دیا ہے، آپ نے صرف اور صرف اس کرسی پر بیٹھنے کے لیے آئین کو توڑ دیا ہے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ آپ کی کرسی کے تین پاؤں ٹوٹ چکے ہیں، تیسرا کل رات ٹوٹا ہے اور چوتھا پاؤں جلد ٹوٹ جائے گا، 28th Amendment کے بعد آپ اپنے لیے بندوبست کریں کہ آپ کوٹ لکھپت میں رہیں گے، آپ اڈیالہ جیل میں رہیں گے یا آپ باہر بھاگیں گے۔ مجھے امید اور یقین ہے کہ آپ باہر بھاگیں گے کیونکہ آپ میں اتنی capacity ہی نہیں ہے کہ آپ اس ملک کے لیے قربانیاں دیں، آپ کا کام ہی یہی ہے کہ آپ یہاں آئیں، پیسا بنائیں اور باہر بھاگیں۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، آپ wind up کرلیں۔

سینیٹر مشال اعظم: میں اپنی تقریر کا اختتام اس شعر پر کروں گی کہ؛

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

پاکستان زندہ باد، عمران خان زندہ باد۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: The proceedings of the House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 17th June, 2026 at 12:30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 17th June, 2026 at 12:30 p.m.]